REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

جلد ۴۱

شمارہ ۱۲

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک ۱- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک ۱- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۲ ہجری　۱۹ امان ۱۳۷۱ ہش　۱۹ مارچ ۱۹۹۲ء

ہفت روزہ بدر قادیان ـــ ۱۳۲۴۱۶

A.M. Library Qadian
Acc. No
Date
Shelf
Free

اخبارِ احمدیہ

★ـــ بفضلہٖ تعالیٰ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

★ـــ قادیان ۱۵ مارچ: حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں لندن سے آمدہ فیکس ۹۲-۳-۱۳ بروز جمعہ کے مطابق حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کے یرقان کی کیفیت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کچھ مزید افاقہ ہوا ہے اور عمومی صحت بہتری کی طرف مائل ہوئی ہے۔ ماہر لیڈی ڈاکٹر جو سیّدہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۶ پر)

روزے اور قرآن اللہ تعالیٰ کے حضور بندے کی سفارش کریں گے

ارشادِ باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(بنی اسرائیل: ۷۹، ۸۰)

ترجمہ:- "تُو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور میں ایک) مقبول عمل ہے۔ اور رات کو بھی تو اس (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے (اس طرح پر) بالکل متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے حمد والے مقام پر کھڑا کر دے۔"

فرمانِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِہٖ۔　(مشکوٰۃ)

"یعنی قرآن پڑھو۔ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کے حضور) شفاعت کرے گا۔"

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھْوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ۔ وَ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔　(بیہقی)

یعنی روزے اور قرآنِ مجید خدا کے حضور بندہ کی (بخشش کی) سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے، اے پروردگار میں نے اس کو دن کے وقت کھانے اور نفسانی خواہشات سے روکے رکھا۔ تُو اس روزہ دار کے متعلق میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن مجید کہے گا (اے اللہ!) میں نے اس کو (ادائیگیٔ نوافل اور تلاوتِ قرآن مجید کے باعث) رات میں نیند سے روکے رکھا چنانچہ تُو اس بندے کے متعلق میری سفارش قبول فرما۔ اور اللہ تعالیٰ ہر دو کی سفارش قبول فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ **جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے**...... نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر **قرآن** اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر **محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم**۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اُس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ...... **نجات یافتہ کون ہے؟** وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم مرتبہ کوئی رسول ہے اور نہ **قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے**۔"

(کشتی نوح)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

اِنسانیت مذہب کا پہلا قدم ہے، اگر انسانیت نصیب ہو جائے تو پھر خدا کی طرف چلنے کی باقی راہیں آسان ہو جایا کرتی ہیں

غریب کا اور کمزور کا دُکھ محسوس کرنے کی صلاحیت جب تک ہم پیدا نہیں کرتے اس وقت تک ہم خُدا کے قریب نہیں ہو سکتے

مختلف مذاہب کے راہنماؤں اور سیاستدانوں کو اس سلسلے میں بڑی بھاری ذمہ داری ادا کرنی ہے

اگر ایسا نہیں ہو گا تو نئے نقشے جو دُنیا کے اُبھر رہے ہیں اُن میں آپ کی جگہ پہلے سے کمتر اور زیادہ نیچی ہو گی۔!!

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اور تاریخی اختتامی خطاب برموقع صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء

نوٹ :- مکرم عبدالماجد صاحب طاہر کا مرتب کردہ درج ذیل اختتامی خطاب اِدارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے ——— (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ بہت خیر و خوبی کے ساتھ بہت ہی پاکیزہ ماحول میں اور بہت ہی ایمان پرور نظاروں کے ساتھ یہ جلسہ سالانہ جو ایک خصوصی تاریخی جلسہ سالانہ ہے اپنے اختتام کی ساعتوں کو پہنچ رہا ہے۔ یہ جلسہ کئی لحاظ سے ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ سو سال کے بعد پہلا جلسہ ہر لعد میں آنے والے صد سالہ جلسے کے مقابل پر ایک الگ امتیاز رکھتا ہے۔ یہ وہ جلسہ بھی ہے جس میں چوالیس سال کے انقطاع کے بعد بیتالیسویں سال میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے خلیفہ کو خود شمولیت کی توفیق ملی ہے۔ یہ وہ جلسہ ہے جس میں ہندوستان کی جماعتیں اِس کثرت سے شامل ہوئی ہیں کہ جلسہ سالانہ کی سو سالہ تاریخ میں آج تک کبھی اُن صُوبوں اور دُور دراز علاقوں سے جماعتیں اس کثرت سے شامل نہیں ہوئیں۔

کشمیر سے بھی حیرت انگیز طور پر توقع سے بہت بڑھ کر مہمان آئے۔ چنانچہ آخری اندازہ جو میں نے کشمیر سے آنے والے منتظمین سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تین ہزار کے قریب کشمیری احمدی مخلصین یہاں پہنچ چکے ہیں۔ اُڑیسہ ایک دُور دراز صُوبہ ہے جہاں سے یہاں آنے تک تین دن اور تین رات کی کٹھن مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ بہت غریب جماعت ہے۔ غریب مگر بہت باقاعدگی سے حسب توفیق چندہ دینے والی جماعتیں ہیں۔ اور موسم وہاں اکثر گرم رہتا ہے یا کم گرم رہتا ہے۔ سردی نہیں پڑتی۔ اس کے باوجود اتنی سردی کے زمانے میں تکلیف اُٹھا کر اس کثرت سے اُڑیسہ کے دوست اور خواتین یہاں پہنچے ہیں۔ کہ جب میں نے ان سے اپنی مجالس میں سوال کیا کہ آپ میں سے کتنے ہیں جو پہلے کبھی قادیان نہیں آئے تو یہ دیکھ کر تعجب ہُوا کہ بھاری اکثریت ایسی تھی جن کو اس سے پہلے کبھی بھی قادیان آنے کی توفیق نہیں ملی۔ تو یہ جلسہ اس لحاظ سے بھی بہت سی برکتیں لے کر آیا ہے۔ لیکن اِس وقت میں ان باتوں کے بیان کے لئے نہیں کھڑا ہُوا۔ ضمناً اُن کا ذکر کر رہا ہوں لیکن پیشتر اس کے کہ میں اصل مضمون کی طرف رجوع کروں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہُوں کہ اِس جلسہ سالانہ کی کامیابی میں قادیان کے غیر مسلم باشندوں کے تعاون اور اُن کی محبت اور اُن کے خلوص کا غیر معمولی دخل ہے۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ قادیان کے وہ باشندے جو تقسیم ہند کے بعد یہاں آباد ہُوئے وہ اتنے کھلے حوصلے اور کُھلے دِل سے اور کھلی باہوں سے ہمارا استقبال کریں گے۔ اور اس قدر محبت کا اظہار کریں گے۔ مجھے افسر جلسہ کی طرف سے یہ اطلاع پہنچی کہ جب ہمیں مکانوں کی دقت محسوس ہوئی۔ چونکہ یہاں درویشوں کی تعداد تو بہت تھوڑی ہے۔ آنے والوں کی تعداد ہر توقع سے آگے بڑھ گئی۔ چنانچہ کل کے دِن کی حاضری بائیس ہزار سے زیادہ تھی۔ جبکہ ان کی توقع یہ تھی کہ شاید کُلّھم تیرہ ہزار کے قریب مہمان یہاں تشریف لا سکیں گے اور جب بائیس ہزار سے زائد گنتی جلسہ گاہ پر کی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس سے زائد دوست خواتین اور مرد سب موجود ہیں چونکہ بہت سے اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور جلسے میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ بہرحال اُس وقت انہوں نے بتایا کہ بعض قادیان کے باشندے حضرات یہ معلوم کر کے خود پہنچے اور بڑے اصرار کے ساتھ ہمارے مہمانوں کو بڑی عزت افزائی اور محبت کے ساتھ اپنے گھروں میں لے کے گئے اور جیسا کہ پُرانے زمانے میں قادیان کے مختلف محلوں میں اکثر مہمان جگہ پا جاتے تھے اس دفعہ بھی باوجود اس کے کہ مذہبی اختلاف ہے اور پاکستان سے سیاسی اختلافات بھی ہیں۔ پھر بھی باہر سے آنے والے مہمانوں کے ساتھ چاہے وہ کسی ملک سے آئے ہوں انہوں نے بہت ہی محبت کا اور رحمت کا سلوک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے۔

اِنسانیت مذہب کا پہلا قدم ہے۔ اگر انسانیت نصیب ہو جائے تو پھر خُدا کی طرف چلنے کے لئے باقی راہیں آسان ہو جایا کرتی ہیں۔ اور جو خدا کی راہوں پر چلتے ہیں انہیں لازماً انسانیت نصیب ہوتی ہے۔ جتنا خدا کے قریب جاتے ہیں اتنا ہی ان کے اندر انسانی قدریں بڑھتی رہتی ہیں۔ ان دونوں چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم کا تعلق ہے۔ پس اس پہلو سے مجھے بہت خوشی ہے کہ مذہبی اختلاف اپنی جگہ پر لیکن یہاں ہمارے ماحول میں انسانی قدروں کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ اور اس شمع کو روشن رکھے ہوئے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے دِلوں کو بھی روشنی عطا فرمائے ان کے ذہنوں کو بھی نور عطا کرے اور خدائے واحد و یگانہ کی محبت میں مبتلا ہو کر ہر اُس راہ کو اختیار کریں جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہے

اب میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروانی چاہتا ہُوں کہ دنیا میں بڑی تیزی کے ساتھ انقلابات رُونما ہو رہے ہیں۔ اور دنیا کے نقشے بدل رہے ہیں۔ اس موضوع پر کسی حد تک میں اپنی جلسہ سالانہ کی پہلی تقریر میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ اور زیادہ تفصیل سے اس موضوع میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ ان تبدیلیوں کا گہرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔

روس کے انقلاب نے دنیا میں ایک بہت ہی اہم کردار ادا کیا۔ دنیا کو مختلف جہتوں سے تقسیم کیا۔ جب کہ اس سے پہلے تقسیم کی نوعیت اور تھی۔ روسی انقلاب جو بیسویں صدی کے آغاز میں آیا۔ سنہ ۱۹۱۸ء، سنہ ۱۹۱۹ء میں اس انقلاب نے تیزی کے ساتھ حرکت کی اور اپنے درجۂ کمال کو پہنچا۔ اس انقلاب کی خصوصیت یہ تھی کہ دنیا نئے دھڑوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ اس سے پہلے گوروں اور کالوں کی تقسیم تھی، شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کی تھی۔ لیکن امیر اور غریب کی تقسیم کے نقطۂ نگاہ سے پہلی دفعہ دُنیا کو دو حصّوں میں بانٹا گیا۔ یہ انقلاب زارِ روس کی قوت کے ٹوٹنے سے ہُوا۔ اب ایک جو نیا انقلاب آیا ہے اس میں روس نے گزشتہ ستّر سال میں اپنے نئے نظریات کے ساتھ جو کچھ حاصل کیا تھا اُسے یکدفعہ کھو دیا۔ اور یہ تسلیم کیا کہ ہمارا ماحصل کچھ بھی نہیں تھا محض نقصان اور رُسوائی تھی اور اُس کے نتیجے میں اچانک دُنیا میں ایک زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ اور مختلف دانشوروں نے مختلف رنگ کے اظہار کئے۔ اُن اظہارات میں کس حد تک صداقت اور رجحان ہے، کس حد تک ان کی سوچیں صحیح رُخ پہ ہیں، اِس بحث کو سرِدست ایک طرف رکھتے ہُوئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان دونوں انقلابات کے متعلق

ہمارے خدا نے جماعتِ احمدیہ کو پہلے سے خبر دے رکھی تھی اور بڑی واضح اور قطعی خبر تھی۔ اس لئے دنیا کے اندازے خواہ کچھ بھی ہوں کہ ان انقلابات کے نتیجے میں کیا رُونما ہوگا۔ جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے اُسے پہلے بھی یقین ہے اور ان حالات کے ظاہر ہونے کے بعد یہ یقین اور بھی بڑھ چکا ہے کہ جو کچھ بھی ظاہر ہوگا وہ جماعتِ احمدیہ کے حق میں بہتر ہوگا۔ اور جماعتِ احمدیہ کی عالمگیر ترقی کے لئے ایک ذریعہ ثابت ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر زارِ روس کی تباہی اور دردناک حالت کے نقشے اپنی ایک نظم میں پیش فرمائے اور وہ نظم ایک ایسے عالمگیر زلزلے کے متعلق تھی جس کے متعلق خدا نے آپ کو زلزلے کے رنگ میں خبر دی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ لکھا کہ یہ عالمگیر زلزلہ ضروری نہیں کہ ظاہری زلزلے کی صورت میں ہو۔ عظیم عالمگیر بلائیں جو تمام دُنیا کو ہلا ڈالتی ہیں وہ بھی زلزلے کا حُکم رکھتی ہیں۔ اس لئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا بلا ہوگی یا کیسی وبائیں ہوں گی۔ مگر ایک ایسا ہیبتناک اور عبرتناک نشان ظاہر ہونے والا ہے کہ تمام دُنیا اس کی گواہ ٹھہرے گی۔

فرمایا:—

یک بیک اِک زلزلہ سے سخت جُنبش کھائیں گے — کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

اب یہ دیکھ لیں کہ زلزلوں سے تو اِس قسم کی کیفیت نہیں ہُوا کرتی جو اتنے وسیع پیمانے پر درخت اور پرندے اور مکان اور انسان اور سمندر بھی حرکت میں آجائیں۔

اِک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر — نالیاں خُوں کی چلیں گی جیسے آبِ رودبار
رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن
(یعنی چنبیلی کی طرح سفید پوشاکیں رکھتے تھے)
صبح کر دیگی اُنہیں مثلِ درختانِ چنار
ہوش اُڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس — بھُولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار
اِک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربّانی نشان
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار [1]

اب یہ جو مصرعہ ہے "زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار" بہت ہی قابلِ غور ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ شعر کہے تو اُس وقت زار کی حکومت انگلستان کی حکومت کے بعد یا اس کے برابر دُنیا کی سب سے بڑی صاحبِ جلال اور صاحبِ مرتبت حکومت تھی اور زار کی زاریت کے خوف سے یورپ کے چھوٹے شہنشاہوں کے پتّے کانپتے تھے۔ زار کی ہیبت سے دُنیا کی قوموں پر لرزہ طاری ہوتا تھا۔ کیا بات تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس زمانے میں یہ فرما رہے ہیں "زار بھی ہوگا" یعنی جس دن کی میں خبر دے رہا ہوں اُس دن ممکن ہوگا زار رہے ہی ناں۔ یعنی زار کی زاریت ڈول چکی ہوگی۔ لیکن اگر وہ زندہ رہا اُس وقت تک تو "ہوگا باحالِ زار" اور عجیب بات ہے کہ جب روس کا انقلاب آیا اُس وقت زار کے متعلق تمام دنیا کے اخباروں نے یہ سُرخیاں لگائیں، اُردو میں تو یہی تھیں کہ "زار کی حالتِ زار" اور انگریزی اور دوسری زبانوں کے اخبارات نے بھی اسی مضمون کو شہ سُرخیوں کی صورت میں پیش کیا۔ یقیناً یہ خُدا کا کلام تھا جو اس نشان کے ساتھ پورا ہُوا۔ لیکن صرف یہی ایک کلام نہیں ہے جو منفی حیثیت رکھتا ہے یعنی کسی بڑے شہنشاہ کی تباہی اور بربادی۔ بلکہ اس کے بعد جو الہامات ہیں وہ روس کے انقلابات کے بعد احمدیت کے وہاں فروغ اور نشوونما کی خبر دیتے ہیں۔

فرمایا:— "اُسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا زارِ روس کا سوٹا میرے ہاتھ میں ہے۔ اور اس میں پوشیدہ طور پر بندوق کی نالی بھی ہے۔ دونوں کام نکالتا ہے۔ اور پھر دیکھا کہ وہ بادشاہ جس کے پاس بوعلی سینا تھا۔" (یہ بھی روسی علاقے میں تھے بوعلی سینا) —— "اُس کی کمان میرے پاس ہے اور میں نے اُس کمان سے ایک شیر کی طرف تیر چلایا ہے۔ اور شاید بوعلی سینا بھی میرے پاس کھڑا ہے اور وہ بادشاہ بھی"۔ [2]

بوعلی سینا کو آج بھی جتنی روس کے مشرقی مسلمان علاقوں میں عظمت ہے اتنی عظمت دُنیا میں شاید ہی کسی دانشور کو ہوئی ہو۔ بو روسی ... نگستان کے جلسہ میں شرکت کے

[1] روحانی خزائن (براہینِ احمدیہ حصہ پنجم) جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۱-۱۵۲۔
[2] (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴۲) —— تذکرہ صفحہ ۴۵۸، ۴۵۹ ایڈیشن ۱۹۶۹ء مطبوعہ ربوہ۔

یہ وہ جلسہ ہے جس میں چوالیس سال کے انقطاع کے بعد پینتالیسویں سال میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ کو خود شمولیت کی توفیق ملی ہے —!!

لئے تشریف لائے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ اور پہلی بار اُنہی سے مجھے علم ہُوا کہ بخارا اور تاشقند وغیرہ کے علاقوں میں بوعلی سینا کی کتاب "القانون" اتنی ہر دلعزیز ہے کہ کبھی کسی مارکیٹ سے ملتی نہیں۔ جب چھپتی ہے فوراً ہاتھوں ہاتھ نکل جاتی ہے۔ اور یہی وہ علاقے ہیں جن کی خصوصیت کے ساتھ اِس نئے دَور میں احمدیت کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ:—

"مَیں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہُوں"۔ [1]

یعنی کثرت کے ساتھ پھیلی ہوئی دیکھتا ہوں۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں تھیں جن کا زارِ روس کے انقلاب کے ساتھ تعلق اور پھر دیر کے بعد رُونما ہونے والے واقعات سے تعلق ہے۔

اب مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی ایک رؤیا آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جو الفضل ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء جلد ۳۵/۱۲۸ میں شائع ہوئی۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں رُوس کے اُس انقلاب کا ذکر ہے جس میں زاریت تباہ و برباد ہو جائے گی اور اس کے بعد ایک دُوسری طاقت رُوس پہ قبضہ کر لے گی

حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ یہ دوسری طاقت بھی اب برباد ہونے والی ہے اور اس کے بعد نئے حالات دُنیا میں ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا:—

"پرسوں یا ترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھُلی تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہو رہا تھا (یہ رؤیا نہیں ہے بلکہ ایک کشفی نظارہ ہے یا ایک الہام کی سی کیفیت ہے) کہ برطانیہ اور روس کے درمیان ایک ماڈیفائڈ (MODIFIED) ٹریٹی ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے مشرقِ وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی۔

فرمایا۔ ماڈیفائڈ کے معنی ہوتے ہیں سمویا ہُوا۔ وسطی۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غالباً بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ ایسا سمجھوتہ کر لے گا جس کی وجہ سے رُوسی دباؤ مشرقِ وسطیٰ پر بڑھ جائے گا۔ اُس وقت میرے ذہن میں عراق، فلسطین اور شام کے ممالک آئے ہیں۔ یعنی ان ممالک کے اندر روس اور انگریزوں کے سمجھوتہ کر لینے کی وجہ سے گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہوگی کہ انگریز جو سختی کے ساتھ روس کی مخالفت کر رہے تھے انہوں نے یہ سمجھوتا اس سے کس بناء پر کیا ہے۔ جہاں تک مستقل اور آخری مرحلہ کا سوال ہے قرآن کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اقوام میں جنگ تو ضرور ہوگی لیکن بعض اوقات سیاسی اغراض کے ماتحت دشمن کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے یا اس کے حملہ سے بچنے کے لئے حکومتیں وقتی طور پر صلح کر لیتی ہیں تاکہ کوئی خطرہ نہ رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریز، روس کے خیال سے اپنا حفاظتی پہلو مضبوط کرنے کے لئے مجبوراً کوئی سمجھوتہ روس کے ساتھ کر لیں گے۔ سیاسی دباؤ بعض اوقات بڑے بڑے نتائج پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اور حکومتیں اس دباؤ کی وجہ سے ایسا قدم اُٹھانے کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جو ہمیشہ روس کے مفاد کے راستہ میں حائل رہتے تھے۔ اب بعض سیاسی حالات یا اغراض کے ماتحت اس کی مخالفت کو چھوڑ دیں گے۔ اور اُدھر روس بھی جو بعض باتوں میں برطانیہ اور امریکہ سے چپقلش رکھتا تھا۔ اب ان کی مخالفت کو ترک کر دے گا"۔

اتنی وضاحت اور اتنی صفائی کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا یہ کشفی نظارہ پورا ہو چکا ہے کہ اسے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اور خصوصیت کے ساتھ وہ تین ممالک جن پر روسی طاقت کے منہدم ہو جانے کا سب سے زیادہ منفی اثر پڑا ہے۔ وہ عراق اور شام اور فلسطین ہیں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں یہی تین ممالک دکھائے اور ان کے متعلق مسلمانوں کو عموماً فکر مند دِکھلایا۔

یہ حالات جو اس طرح رُونما ہو رہے ہیں الٰہی تقدیر کے تابع کچھ تبدیلیاں دُنیا میں آنے والی معلوم ہوتی ہیں۔ مغربی قومیں یہ سمجھتی ہیں کہ اُن کی مرضی اور اُن کی خواہشات کے مطابق دنیا کے نئے نقشے بنیں گے۔ اور مشرقی قوموں میں سے بہت سی اپنی سادگی اور نادانی

[1] (رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۱۱۴) —— تذکرہ صفحہ ۸۱۳ ایڈیشن ۱۹۶۹ء مطبوعہ ربوہ۔

یا تو خود غرضی کے نتیجے میں اُن نقشوں کے بنانے میں اُن کی مُمد ہو رہی ہیں۔ جو انہوں نے درحقیقت تمام دُنیا کی کمزور قوموں کو ہمیشہ کے لئے غلام رکھنے کے لئے بنا رکھے ہیں۔ اور غریب ممالک دڑے دھڑوں میں بٹ کر زندگی گزارنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس طرح کی اندرونی تقسیم کے نتیجے میں امیر ممالک کس طرح ان کے ساتھ ناانصافیاں کرتے ہیں اور اپنی دُور پہنچنے والی حکومت کو ان کی دور جکڑی جانے والی زنجیروں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ لیکن آج کا مضمون سیاسی نہیں۔ جو باتیں میں کہہ رہا ہوں بظاہر سیاسی ہیں اس کے باوجود جیسا کہ میں وضاحت کروں گا کہ مضمون سیاسی نہیں بلکہ خالصۃً مذہبی اور انسانی ہمدردی سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔ جس صورتحال کا میں نے آپ کے سامنے نقشہ رکھا ہے اس کے نتیجے میں غریب ملکوں کے غریب عوام بہت زیادہ تکلیف اور دکھوں میں مبتلا ہیں۔ اور اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ اُونچے طبقے کے لوگ اپنی سیاسی دلچسپیوں میں مگن اپنی دھڑے بازیوں سے فائدہ اُٹھانے والے، ایک دُوسرے ملکوں کے ساتھ اختلافات کے نتیجے میں بہتر چالیں سوچنے اور غالب چالیں چلانے کی فکر میں غلطاں رہتے ہیں اور کسی کو یہ فکر نہیں، کسی کو یہ ہوش نہیں کہ ہمارے ملک کے غریب عوام کس حالت میں ہیں۔ اُن کا دو وقت کی روٹی سے پیٹ بھرتا بھی ہے کہ نہیں۔ یا ایک وقت بھی کسی کو عزت کی روٹی میسر ہے کہ نہیں۔ ایک طرف غریب عوام ہیں جو دن بدن پیسے پڑتے جا رہے ہیں۔ اُن کے چہروں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ دن بدن ان کے اندر خون کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف ایسے نظام جاری ہیں کہ غریبوں کا خون اُن لوگوں کی طرف منتقل ہو رہا ہے جو پہلے سے ہی زیادہ خون رکھتے ہیں۔ پس، غریب قومیں اگر اپنے مفادات کی حفاظت نہیں کریں گی اور طاقتور اور امیر قوموں کی طرف اپنے غریب عوام کے خون کے منتقل ہونے کا یہ سلسلہ جاری رہنے دیں گی تو ایک ایسا وقت آئے گا جس سے پھر واپسی ممکن نہیں رہے گی۔ اور یہ دُنیا اس سے بہت زیادہ بڑی تباہیوں میں جھونک دی جائے گی جن تباہیوں سے بظاہر ہم نے روس کے انہدام کے ذریعے نجات پائی ہے۔ یہ ایک ظاہری نجات ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آخری صورت، یہ سارے وبال خدا سے دُوری کا نتیجہ ہیں اور اس پہلو سے میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک خالصۃً مذہبی نقطۂ نگاہ سے دُنیا کے حالات پر اظہارِ خیال ہے۔

میں نے ہندوستان میں جب سے آیا ہوں چل پھر کر جو حالات دیکھے ہیں، مجھے تو غربت کے دُکھ کا کوئی مذہب دِکھائی نہیں دیا۔ سکھ مصیبت زدہ ہو یا ہندو مصیبت زدہ ہو یا مسلمان مصیبت زدہ ہو۔ ہر دُکھ کا ایک ہی مذہب ہے اور اسی طرح پاکستان میں بھی چلتے پھرتے جب میں نے دیکھا۔ جن دنوں میں وہاں پھرتا تھا۔ احمدی کا دُکھ ہو یا غیر احمدی کا دُکھ ہو، عیسائی کا دُکھ ہو یا ہندو کا دُکھ ہو۔ ایک ہی طرح کا دُکھ تھا۔ اور مجھے ایک ہی طرح محسوس ہُوا۔ اسی طرح باقی ملکوں کا حال ہے۔ اور غریب کا اور کمزور کا دُکھ جب تک ہم محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں کرتے اُس وقت تک ہم خدا کے قریب نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جو خدا کے قریب ہیں اُن کا یہ فرض ہے، کہ اپنی زندگی کا یہ مشن بنالیں، کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کی کوشش کریں۔ انسانیت کے ادنیٰ تقاضے تو ان کو بتائیں، اعلیٰ ترقیات کی باری تو بعد میں آئے گی۔

اِس ضمن میں مذاہب کو بھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اور مختلف مذاہب کے راہنماؤں کو اس سلسلے میں بڑی بھاری ذمہ داری ادا کرنی ہے۔ لیکن یہ کیسے ہوگا اور کیا طریق ہے جس سے ہم تیسری دُنیا کے ممالک کے عوام کو اکٹھا کر سکیں۔ اور تیسری دنیا کے سیاستدانوں کو وہ یہ بات دِکھا سکیں کہ تمہارے اعلیٰ اور بلند اور آخری مفادات اِس بات سے وابستہ ہیں کہ تمہارے عوام بھائیوں کی طرح، پیار کے ساتھ ایک دوسرے کے لئے قربانی کرتے ہوئے زندگی بسر کریں اور مشرقی دنیا میں تمام ہمسایہ ملکوں کے بہترین تعلقات ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو نئے نقشے جو دنیا کے اُبھر رہے ہیں اُن میں آپ کی جگہ پہلے سے کمتر اور زیادہ نیچی ہو گی۔

روس کے انقلاب کو دنیا خواہ کسی طرف سے دیکھے ایک حقیقت تو لازماً اس سے ظاہر ہوئی ہے کہ روس کا نظام خواہ کھوکھلا ہو خواہ منطقی نقطۂ نگاہ سے اس کا غلط ہونا ثابت کیا جا سکے ایک فائدہ اس کا دنیا کو ضرور تھا کہ غریب قوموں کے لئے ایک سہارے کی شکل تھی۔ وہ طاقتور قومیں جن کے مفادات کمزور اور غریب قوموں سے ٹکرایا کرتے تھے اُن کو بسا اوقات محض اس لئے جرأت نہیں ہوتی تھی کہ اُن غریب قوموں کے حقوق تلف کریں کہ روس کا خوف اور روس کے ڈر کا سایہ اُن کے سر پر رہتا تھا۔ گزشتہ ستر سالہ تاریخ میں ایسا بارہا ہُوا کہ بہت سے غریب ممالک محض اسی وجہ سے بچ گئے کہ روس کا ہوّا ان کی حمایت کر رہا تھا۔ اسی روسی تائید کا تصور لے کر عراق نے غلطی کی جو آپ کے سامنے ہے۔ اور دیکھیں کہ اس نئے انقلاب نے کیسے عراق کی دھجیاں بکھیر دیں۔ یہ بحث نہیں ہے کہ وہ صحیح پر تھا یا غلطی پر تھا۔ جزوی طور پہ صحیح پر تھا یا کلی طور پر صحیح پر تھا۔ یہ بحث ہے کہ اس طرح دنیا کی تاریخ بن رہی تھی۔ اس طرح یہ زیرِ عمل تھی۔ اس میں اب تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ یورپ میں جو غریبوں کی ہمدردی کی تحریکات چلیں اُن میں بھی رُوس کا ایک دُور کا اثر تھا جو کارفرما تھا۔ ان لوگوں میں جو قدامت پسند پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے وہ اس خوف سے اپنے عوام کے حقوق پہلے سے بڑھ کر دیا کرتے تھے کہ ان کے اندر روسی اشتراکیت سرایت نہ کر جائے۔ پس یہ اثرات جو روسی انقلاب کے ہیں بڑے دُور رَس اور گہرے تھے۔ اور ان کا انخلاء اچانک آپ کو محسوس نہیں ہوگا۔ ایسی تبدیلیاں پیدا ہوں گی جن کے بعد کمزور لوگ پہلے سے زیادہ اپنے آپ کو تنہا سمجھیں گے۔ اس صورتحال میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ ایک مذہبی راہنما کے طور پر میں آپ کو کیا نصیحت کر سکتا ہوں۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق میں کچھ مزید روشنی ڈالوں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے، آپ کو خدا تعالےٰ نے ان انقلابات کے متعلق تفصیل سے خبریں دیں۔ ایک لمبا مضمون ہے میں اس کو یہاں نہیں دُہراتا۔ لیکن آپؑ ہی نے ہندوستان کو اِن مشکلات کا حل بھی بتا دیا تھا۔ اپنے وصال سے پہلے جو آخری خطاب ہندوستان کے باشندوں سے آپؑ نے کیا اور یہ رسالہ بڑے درد کے ساتھ ہندوستانی باشندوں کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے لکھا، اس کا نام ہے "پیغامِ صُلح" میں اُس کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہُوں۔ پھر مزید اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ تو آپ کو اِس کا آئندہ آنے والے مضمون سے تعلق سمجھ آجائے گا۔

آپؑ فرماتے ہیں :-

" اَے ہم وطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے پیغامِ صُلح (یہ اُن آخری ایام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے جس میں مرض الموت نے بالآخر آپ کو ہم سے جُدا کر دیا اور یہ رسالہ چھپنے بھی نہ پایا تھا کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو واپس بُلا لیا۔ اور یہ رسالہ آپؑ کے وصال کے بعد شائع ہُوا ہے)

" اَے ہم وطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے پیغامِ صُلح باادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور بصدقِ دِل دُعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے دِلوں پر کھول دے تا آپ اِس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصوّر نہ فرماویں۔" (یہ نہ سمجھیں کہ میں اپنی غرض سے کوئی بات کہہ رہا ہوں۔ خالصۃً آپ کی بھلائی اور آپ کی محبت کے جذبہ سے مجبور ہو کر یہ میں آپ کو لکھ رہا ہُوں) ——— "عزیزو! آخرت کا معاملہ تو عام لوگوں پر اکثر مخفی رہتا ہے۔ اور اُنہیں پر عالمِ عُقبیٰ کا راز کھلتا ہے جو مرنے سے پہلے مرتے ہیں۔ مگر دُنیا کی نیکی اور بدی کو ہر ایک دُور اندیش عقل شناخت کر سکتی ہے۔

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔" (یعنی باہم محبت اور پیار کے ساتھ رہنے کے نتیجے میں)

"پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اِس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اِس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اُس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغِ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور اگر کوئی اُن میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اُس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اُس کی اُس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالےٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دُنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور

جلسہ سالانہ کی کامیابی میں قادیان کے غیر مُسلم باشندوں کے تعاون اور اُن کی محبت اور اُن کے خلوص کا غیر معمولی دخل ہے!

تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گزار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سردپانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا دے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئیگی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔" (روحانی خزائن (پیغام صلح) جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۴۴۲، ۴۴۳)

پورے ایک سو سال گذرے ہیں اس نصیحت کو اور یہ آپ کی آخری نصیحت تھی اور یہی نصیحت میں آج آپ کو دہرا کر تکرار کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اس دکھے ہوئے دل کے ساتھ کہ اس نصیحت پر انسان نے کوئی کان نہیں دھرے اور ہندوستان آج بھی اسی طرح نفرتوں کا شکار ہے۔ اسی طرح باہم کم اعتمادی کا شکار ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے سے خطرے محسوس کر رہا ہے جس طرح اس سے پہلے تھا بلکہ شاید کئی صورتوں میں اور بھی زیادہ پریشان کن حالات ظاہر ہو چکے ہیں پس جس طرح میرے آقا و مولیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سو سال پہلے قادیان کے سٹیج سے تمام ہندوستان کو نیک نصیحت کے ذریعے صلح کی دعوت دی تھی۔

آج میں سو سال کے بعد آپ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے آپ سب کو اسی بھائی چارے اور اتفاق کی طرف بلاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"اگر اس قسم کی صلح نامہ کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے پر تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے (روحانی خزائن پیغام صلح جلد نمبر ۲۳ ...)

یہ وہ بات ہے جس کے متعلق میں زیادہ تفصیل سے آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ دنیا میں امن پھیلانے کا سب سے اہم کردار مذہب کو ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن انتہائی بدنصیبی ہے کہ سب سے زیادہ بدامنی پھیلانے کے لئے مذہب کو استعمال کیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ایک خدا کے بندے ایک خدا کے پوجنے والے محض اس لئے کہ کسی دوسرے کا خدا کی عبادت کا رنگ مختلف ہے یا اس کے مذہب کی تعلیم کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ وہ اللہ کے نام پر، ایشور کے نام پر۔ واہ گرو کے نام پر، پرمیشر کے نام پر ایک دوسرے کے قتل کی تعلیم دیں، ایک دوسرے کا خون چوسنے کی تعلیم دیں۔ یہ کیسا مذہب ہے۔ وہ کیسا خدا ہے جو اس قسم کی تعلیم دے سکتا ہے۔ پس مذاہب کی دنیا میں ایک نئے انقلاب کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام مذہبی لیڈروں کو خصوصیت سے جو ہندوستان میں کوئی نہ کوئی اثر رکھتے ہیں یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ چاہیں تو اپنی قوم کی تقدیر بنا ڈالیں۔ آپ چاہیں تو اپنی قوم کی تقدیر کو بگاڑ دیں۔ اور اگر آپ نے قوم کی تقدیر بگاڑ دی تو صرف بندوں کو بندوں سے نہیں کاٹیں گے بلکہ بندوں کو خدا سے بھی کاٹ دیں گے۔ اور اپنا رشتہ بھی ہمیشہ کے لئے اپنے رب سے اور رب کے بندوں سے آپ منقطع کر لیں گے۔ پس وہ جو بات ہے جس کی طرف ... میں آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ جس کے متعلق میں آپ کو مزید یہ بتاؤں گا کہ ہر مذہب کی یہی تعلیم ہے کہ انسان اور انسان کے اندر محبت پیدا کی جائے اور خدا اور انسان کے اندر محبت پیدا کی جائے۔

پس اگر مذہبی رہنما خدا کے نام پر کسی کو نفرت کی تعلیم دیتے ہیں تو دو نتیجوں میں سے ایک لازماً نکالنا پڑے گا۔ یا وہ مذہب جھوٹا ہے یا وہ مذہبی رہنما جھوٹا ہے۔ بیک وقت دونوں سچے نہیں ہو سکتے۔ لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان ہی درحقیقت میں نے اس راز کو پایا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اپنے آغاز میں سچے تھے اور ایک بھی نہیں ہے جو جھوٹا قرار دیا جا سکے۔ بعد میں جھوٹوں نے ان کو تبدیل کیا اور آپ کے سامنے ہے کہ کیسے تبدیل کیا کرتے ہیں۔ جب سورج کے نام پر اندھیرے پھیلانے کی کوشش کی جائے جب سب سے بڑھ کر محبت کرنے والے خدا کے نام پر نفرتوں کی تعلیم دی جائے تو اس طرح مذہب بگڑتے ہیں۔ اس طرح انسانوں اور انسانوں کے فاصلے بڑھتے ہیں۔ اس طرح دوریاں پیدا ہوتی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ دوریاں صرف آپس میں نہیں بلکہ خدا کے ساتھ بھی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے جو ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ اللہ کبھی ان سے محبت نہیں کرتا۔ کبھی ان سے پیار نہیں کر سکتا۔ پس سیاسی راہنماؤں کی پھیلائی ہوئی مصیبتیں تو انسانی سطح پر اور اس دنیا کی سطح پر ہی تباہی پھیلاتی ہیں۔ مذہبی راہنما اگر مصیبتیں پھیلانے لگیں تو دین بھی ہاتھ سے جاتا ہے اور دنیا بھی ہاتھ سے جاتی ہے۔ دونوں جگہ کی تباہی ہے۔

میں نے جہاں تک مذاہب کا مطالعہ کیا ہے۔ میں نے ہر جگہ آغاز میں نہایت پاکیزہ محبت اور پیار اور وحدت کی تعلیم ہی پائی ہے۔ اس ضمن میں، میں آپ کے سامنے سکھ اور ہندو مقدس کتابوں کے چند حوالے رکھتا ہوں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ درحقیقت ہر مذہب کا آغاز توحید باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔ اور ہر مذہب کے سچے راہنما جو آغاز میں آئے انہوں نے ایک ہی خدا سے واحد کی عبادت کی تعلیم دی تھی۔ اور یہ اس لئے ضروری بھی تھا کہ اگر ایک خدا نہیں تو انسان کبھی ایک نہیں ہو سکتا۔ اگر مائیں مختلف ہو جائیں تو گھروں میں فساد پڑ جاتے ہیں۔ اگر باپ الگ الگ ہوں تو رشتے ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ خاندانوں کے اختلاف کے ساتھ نفرتیں بڑھ جاتی ہیں۔ برادریوں کے اختلاف کے ساتھ دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر یہ سب کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ہمارے خالق اور مالک ہمارے پیدا کرنے والے ہمارے پالنہار مختلف ہوں اور اب ہم ان احمقانہ خوابوں میں مبتلا رہیں کہ ہم آپس میں محبت کرنے لگیں گے۔ یہی باعث ہے کہ تمام مذاہب نے ہمیشہ آغاز میں توحید ہی کی تعلیم دی ہے۔ چونکہ پنجاب میں زیادہ تر تعداد ہندوؤں اور سکھوں کی ہے اور میں انہی کے وطن میں اس وقت آپ سے ہمکلام ہوں۔ اس لئے میں نے صرف سکھ اور ہندو مقدس کتابوں سے چند حوالے نکالے ہیں تاکہ آپ کو یاد کراؤں کہ آپ کے بزرگ اور خدا رسیدہ لوگ آپ سے کیا توقع رکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں فرمایا کہ:

"بنی نوع انسان سے ہمدردی توحید کے بغیر ممکن نہیں اور یہی وہ پیغام ہے جو میں خود آپ کے مذاہب کی زبان میں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔"

سکھ مت آج سے پانچ سو برس پہلے حضرت بابا گرو نانک صاحب کے ذریعہ وجود میں آیا اور پہلے پانچ گروؤں کی تعلیمات ہمارے سامنے گرو گرنتھ صاحب کی صورت میں موجود ہیں۔ اور بہت ہی پیاری تعلیمات ہیں ایسی کہ جن کو پڑھ کر نہ صرف یہ کہ روح وجد میں آتی ہے بلکہ خدا کی وحدت کا یقین بڑھتا چلا جاتا ہے اور ان تعلیمات کے مطالعہ سے انسان اس یقین پر سو فیصدی قائم ہو جاتا ہے کہ وہی ایک خدا ہے جو ہر جگہ جلوہ گر ہوا ہے اور تمام مذاہب اپنی ابتدائی حالت میں ایک ہی خدا کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ مجھے گورمکھی پڑھنے کی مہارت نہیں۔ اور میں پسند نہیں کرتا کہ آپ کی مذہبی تعلیم کی مقدس عبارتوں کو غلط رنگ میں پڑھ کر آپ کے سامنے رکھوں۔ اس لئے مجھے معاف فرمایئے۔ اگر میں محض ترجمے پر ہی اکتفا کروں۔

گرو گرنتھ صاحب، صفحہ ۱۸۸ پوڑی محلہ پنجم میں یہ عبارت درج ہے۔

مجھے تو غربت کے دکھ کا کوئی مذہب نظر نہیں آتا سکھ مصیبت زدہ ہو یا ہندو مصیبت زدہ ہو یا مسلمان مصیبت زدہ ہو ہر دکھ کا ایک ہی مذہب ہے

A.M. Library Qadian

"جو اپنے داہگور (یعنی خدا تعالیٰ) کی عبادت نہیں کرتے۔ ان کی زندگی کسی کام کی نہیں۔ وہ اپنی موت آپ مرجاتے ہیں۔"

یہ وہ مقدس نصیحت ہے جس نے مجھے قرآن کریم کی آیت کا یہ حصہ یاد کرایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ

جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنم میں رسوا ہوکر داخل ہوں گے۔ (المومن: آیت ٦١)

گورو ارجن دیو جی نے بہت بڑا احسان کیا ہے نہ صرف سکھ قوم پر بلکہ دوسرے انسانوں پر بھی کہ پہلے پانچ گروؤں کی مقدس تعلیمات کو اس مقدس کتاب کی صورت میں محفوظ کر دیا۔

ایک اور مقام پر لکھا ہے۔

"آپ گنوائیے تاں شو پائیے اور کیسی چترائی"۔

(تلنگ محلہ پہلا گروگرنتھ صاحب ص ۷۲۲)

(ترجمہ۔ "اپنے آپ کو قربان کر کے پھر خدا ملتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عقل کی بات ہو سکتی ہے"۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک شعر میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا:۔

عاشق جو ہیں وہ یار کو مر مر کے پاتے ہیں

(روحانی خزائن (براہین احمدیہ حصہ پنجم) جلد ۲۱ ص ۱۷)

سبحان اللہ! کیا پیارا کلام ہے۔ جو خدا والے ہیں ان کی سوچیں بھی ایک ہوتی ہیں۔ ان کے کلام بھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔

عاشق جو ہیں وہ یار کو مر مر کے پاتے ہیں + جب مر گئے تو اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات + اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

(روحانی خزائن (براہین احمدیہ حصہ پنجم) جلد ۲۱ ص ۱۷)

جو مر جائیں انہی کو زندگی میسر ہوتی ہے۔ اور موت کے بغیر اس راہ میں زندگی میسر نہیں آسکتی۔

آگے گرو گرنتھ صاحب صفحہ ۹ آسا محلہ پہلا میں یہ عبارت درج ہے ؎

ساچے نام کی لاگے بھوک
اُت بھوکھ کھائے، کھائے چلیئے دکھوک

سچے خدا کے نام کی مجھے بھوک لگتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا کلام ہے جس طرح بھوک میں انسان تڑپتا ہے روٹی کے لئے، جتنی دیر ہوتی چلی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ اس کی طلب بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور پھر جب غذا سے انسان اپنی بھوک مٹاتا ہے تو وہ کھانا زندگی کا جزو بن جاتا ہے اسی سے صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ اس سے جسم بھی نشوونما پاتا ہے۔ دل کو بھی تقویت ملتی ہے دماغ کو بھی تقویت ملتی ہے۔ پس جو خدا سے محبت کرنے والے لوگ ہیں ان کے لئے خدا کی یاد بالکل ویسا ہی حکم رکھتی ہے جیسے بھوک کے لئے اچھی غذا۔۔۔

فرماتے ہیں:۔ سچے خدا کے نام کی مجھے بھوک لگتی ہے اور میری سب تکالیف مصیبتیں، خدا کے نام کی بھوک سے دور ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے ملتے جلتے مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔

ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

(روحانی خزائن (سرمہ چشم آریہ جلد ۲ ص ۵۲)

اے میرے آقا! تیری نگاہیں جو ہیں، وہ میرے لئے ایک ایسی تیز دھار تلوار بن جاتی ہیں جس سے دشمنوں کے وہ غم جو مجھ پر وارد کئے جاتے ہیں وہ سب کٹ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ یعنی غیر سے میں کلیتہً جدا اور بے پرواہ ہو جاتا ہوں اور مجھے صرف تیرے پیار کی وجہ سے امن کی زندگی نصیب ہوتی ہے۔

ہوئے ہنسانی سبھو گنا وے
تاں پر یتم ہو وے من پیاری

(آسا محلہ پنجم گروگرنتھ ص ۳۷۷)

غریب کا اور کمزور کا دکھ محسوس کرنے کی جب تک ہم صلاحیت پیدا نہیں کرتے اس وقت تک ہم خدا کے قریب نہیں ہو سکتے

ترجمہ اس کا یہ ہے:۔ اپنے اندر سے تکبر ختم کر دو پھر خدا کو یاد کرو تو خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاؤ گے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

(روحانی خزائن (براہین احمدیہ حصہ پنجم) جلد ۲۱ ص ۱۷)

اب بتایئے نام سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر دلوں کے پیار اللہ کی طرف ایک ہی طرح بہہ رہے ہوں۔ اگر بنی نوع انسان کو ایک ہی طرح خدا کی طرف آنے کی سچی تعلیم دی جارہی ہو۔ تو یہی تو مقصود ہے۔ نام بدلنے سے اس سے کیا فرق پڑے گا۔

حضرت کبیر بھگت صاحب کو بھی سکھ دنیا میں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ گرو گرنتھ صاحب میں اُن کے بھی حوالے ملتے ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے۔ ؎

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اُپجیا کون بھلے کو مندے

(گرو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۳۴۹ پربھاتی راگ)

یعنی اوّل ذات خدا کی ہے اور اس کے نور اور قدرت کے سب بندے ہیں اور ایک ہی نور سے ساری کائنات معرض وجود میں آئی ہے۔ لہٰذا کسی کو اچھا اور کسی کو برا کہنا غلط ہے۔ سب سے پیار کرنا خدا سے پیار کرنا ہے۔

قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ ایسی آیات ملتی ہیں جن میں اسی مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور آیت ۳۶)

دیکھو! اللہ ہی ہے جو صرف بنی نوع انسان کا نہیں بلکہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے ہر جگہ وہی نور ملتا ہے۔ سو وحدت ہی میں دراصل محبت کی کامل تعلیم پائی جاتی ہے جس کا ایک خدا سے تعلق قائم ہو جائے، جو خدا کی توحید کو سمجھ جائے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے نفرت کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

"خدا زمین و آسمان کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی۔ اور خواہ ذہنی ہے اور خواہ خارجی۔ اُسی کے فیض کا عطیہ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔

(روحانی خزائن (براہین احمدیہ) ص ۱۸۱ حاشیہ)

یہ دھوپ دیکھیں کل عالم میں ایک ہی طرح چمکتی ہے۔ یہ بارش ایک ہی طرح کے فیض ہر جگہ برساتی ہے۔ یہ ایک ہی ہوا ہے جس سے ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی، بدھ سب زندگی کی طاقت پاتے ہیں۔ تو ایک خدا نے سب پر کس طرح ایک فیض عام جاری کر رکھا ہے تو ہم کیسے اس خدا سے تعلق جوڑ سکتے ہیں اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کی تعلیم دیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں ایک بہت ہی پیاری اور بہت ہی گہری حکمت کی بات ہمارے سامنے رکھی آپؐ نے فرمایا۔

ماں کے پیٹ کے اندر جس تھیلی میں بچہ جنم لیتا ہے عربی میں اس کا نام رحم ہے اور رحم ذات ہی سے خدا کے رحمان کا نام نکلا ہے۔ جو شخص رشتوں سے تعلق کاٹتا ہے۔ دنیا کے رشتوں سے تعلق کاٹتا ہے وہ رحمٰن خدا سے بھی اپنا تعلق کاٹ

لیتا ہے۔

پس یہ وہ تعلیم ہے جو آپ کو دنیا کے ہر مذہب میں ملے گی۔ اسی لیے قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا کہ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (سورۃ البینہ: ۴) کہ یہ وہ کلام ہے جو دنیا کی تعلیمات سے بالکل اجنبی تعلیم دینے نہیں آیا بلکہ اس میں تمام دنیا کی باقی اور زندہ رہنے والی تعلیمات کے نمونے تم دیکھو گے۔

گرو گرنتھ صاحب، سلوک واراں محلہ پہلا صفحہ ۱۴۱۲ میں دو بہت پیارے شعر درج ہیں۔

جو تو پریم کھیلن کا چاؤ
سر دھر تلی گلی میری آؤ
اِت مارگ پیر دھریجے
سر دیجے کان نہ کیجے

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر خدا سے محبت کرنے کی خواہش ہے تو اس کوچہ میں اپنا سر ہتھیلی پہ دھر کر لاؤ۔ اگر اس رستہ پر آپ نے چلنا ہے تو پھر اپنا سر دینے سے گریز نہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں۔

(درثمین ص۵، طابع نظارت اشاعت ربوہ، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

جب تک میں اپنی خودی کو نہ جلادوں میں تجھ تک راہ ہی نہیں پا سکتا۔ مگر میری خودی کو جلانا بھی تو تیرے بس میں ہے۔ خدائی ہی ہے جو خودی کو جلا سکتی ہے اس کے بغیر انسان کی خودی مٹ نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "ست بچن" میں بکثرت سکھ بزرگوں کے حوالے درج کئے اور یہی نتیجہ نکالا ہے کہ سکھ مذہب کی تعلیمات اور اسلام کی تعلیمات میں کوئی فرق نہیں ہے اور ایک ہی نور سے پھوٹنے والے چشمے ہیں۔ ہم کیوں ایک دوسرے کی مخالفت کریں ہم کیوں ایک دوسرے سے دور رہیں۔ لیکن آپ نے یہ نتیجہ صرف سکھوں اور مسلمانوں کے متعلق ہی نہیں بلکہ ہندوازم اور اسلام کے متعلق بھی نکالا اور آپ نے بڑے کھل کر بار بار یہ ہدایت کی کہ جب تک دنیا کے تمام مذاہب اس بنیادی یقین کی طرف واپس نہیں آتے کہ وہ سارے ایک سچے خدا کے ساگر سے پھوٹے ہیں۔ اور اس ایک ہی سچے خدا کے نور سے انہوں نے نور پایا ہے۔ اس وقت تک دنیا میں کبھی سچا امن قائم نہیں ہو سکتا

بہت سے حوالے ہیں مگر چونکہ وقت کی مشکل ہے اس لئے میں چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب ہے۔ جپ جی وسکھ منی صاحب یہ کتاب سکھوں کے گیت ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ذکر میں۔ اس کا ترجمہ خواجہ دل محمد صاحب نے اردو نظم میں کیا ہوا ہے۔ اس میں سے میں چند اشعار آپکو سناتا ہوں۔

ایک اونکار خدا ہے واحد　　　سچا جس کا نام
کرتا دھرتا دنیا کا بے ڈر　　　بے لاگ مدام
موت سے بالا پاک جنم سے　　　قائم اپنے آپ
اپنے گرو کی رحمت سے　　　تو نام اُسی کا جاپ
سچا روز ازل سے پہلے　　　سچا روز ازل بھی وہ
سچا ہے وہ آج بھی نانک　　　سچا ہو گا کل بھی وہ

(جپ جی صاحب وسکھ منی صاحب ص۳۔ (خواجہ دل محمد صاحب) ناشر آزاد بک ڈپو ہال بازار امرتسر)

اب یہ تعلیم پڑھنے کے بعد دل از خود کہنے والے کی محبت میں بھی اچھلتا ہے اور خدائے واحد کے لئے بھی اس کے دل میں ایک بے پناہ عشق کا جذبہ جاگ اٹھتا ہے۔ اور یہ وہ کلام ہے جو ہر مسلمان کو قرآن کریم کی متعدد آیات کی یاد دلاتا ہے۔ جن میں اسی مضمون کو عربی میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی کلام ایک سے ہے اور ایک ہی پیارے کی طرف لیجانے والا ہے تو اس کی زبان پھر اور ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کیا اس کے نتیجے میں ہمیں ایک دوسرے سے لڑنا چاہئے اور ایک دوسرے سے نفرت کرنی چاہیئے۔ مذہبی اختلافات اپنی جگہ مگر ہر مذہب کی تعلیم بنیادی طور پر انسان کو انسان سے قریب کرنے کے لئے آئی ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتی ہے۔ کہ اگر کسی مذہب نے انسان کو انسان کے قریب نہ کیا تو وہ انسان کو خدا کے بھی قریب نہیں کر سکے گا۔ یہ ایک ایسی قطعی حقیقت ہے جس میں کبھی آپ کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ جو انسان خدا کے بندوں کا نہ ہو سکے وہ خدا کا نہیں بن سکتا۔ پس اس لئے میں آپ کو خدا کے نام پر یہ نصیحت کرتا ہوں کہ انسانیت کی تعلیم پر زور دیں۔ یہی ہر مذہب کا وہ آخری حربہ ہے جس کے ذریعے شیطانیت کو شکست دی جا سکتی ہے۔ اگر انسانیت کو زندہ نہ کیا جائے تو کسی انسان میں شیطانیت مر نہیں سکتی۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی اور ہمیشہ اُس کی زندگی کو جہنم بناتی چلی جائے گی۔

جپ جی کے ایک اور مقام سے خواجہ دل محمد صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہ یوں ہے۔

گائے کون خدا کی قدرت　　　تاب یہ کس انسان میں ہے
گائے کون خدا کی رحمت!　　　ماہر کون نشان میں ہے
گائے کون خدا کی عظمت　　　عالی شان وقار اُس کا
گائے کون خدا کی حکمت　　　مشکل سوچ بچار اُس کا
گائے کون اُسے جو تن کو　　　زینت دے کر خاک بنائے
گائے کون اُسے جو پیدا　　　کر کے مارے اور جلائے
گائے کون اُسے جو ہم سے　　　پاس بھی ہے اور دور بھی ہے
گائے کون اُسے جو حاضر　　　ناظر پاک حضور بھی ہے
ختم نہ ہوں گی اُس کی باتیں　　　سارا حال بیان نہ ہو
وصف کروڑوں گائیں کروڑوں　　　پوری لیکن شان نہ ہو
لینے والے تھک جاتے ہیں　　　داتا دیتا جاتا ہے
جگ جگ میں ہر کھانے والا　　　اس کی نعمت کھاتا ہے
حکم سے اپنے حاکم نے　　　دنیا کو راہ دکھائی ہے
خود آنند رہے وہ نانک
کیسی بے پرواہی ہے

(جپ جی وسکھ منی صاحب صفحہ ۷۔ پوڑی ع۳ ناشر آزاد بک ڈپو ہال بازار امرتسر)

سکھ مذہب کی تعلیمات اور اسلام کی تعلیمات میں کوئی فرق نہیں ہے اور ایک ہی نور سے پھوٹنے والے چشمے ہیں

اب میں آپ کو قرآن کریم کی بعض آیات کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سناتا ہوں جس سے آپ کو یاد آئے گا کہ کہاں وہ تعلیم بالکل برابر تھی۔ اور ایک تعلیم دوسرے کی طرف راہنمائی کر رہی ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اس بات پر زور دیا کہ حضرت گرو بابا نانک قرآن کریم سے پیار کرنے والے تھے اور قرآن کریم کا مطالعہ فرماتے تھے اور اس بات پر یہ فرمایا کہ اس سے تمہارے اور ہمارے درمیان محبت پیدا ہونی چاہئیے نہ کہ نفرت لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ مذہب کو چھوٹی سطح پر لے آتے ہیں۔ وسیع حوصلوں کی جگہوں کی بجائے تنگ نظری میں مذہب کو کھینچ لاتے ہیں۔ اُس کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اب سنئے قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (شوریٰ: آیت ۱۲)

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بہت سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ (الکہف: ۱۱۰)

تو انہیں کہہ (کہ) اگر (ہر ایک) سمندر میرے رب کی باتوں (کے لکھنے) کے لئے روشنائی بن جاتا تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے (ہر ایک سمندر کا پانی) ختم ہو جاتا گو (اسے) زیادہ کرنے کے لئے ہم اتنا (ہی) اور (پانی سمندر میں) لا ڈالتے۔

یہ وہی مضمون ہے جو اس سے پہلے میں آپ کو دوسرے الفاظ میں پڑھ کر سنا چکا ہوں۔ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ (یونس: ۵۷)

وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور وہی ہے جو مارتا ہے اور پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائیگا۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ: ۸۹) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے اس رزق میں سے حلال (اور) پاکیزہ (چیزوں) کو کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اُس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے" (روحانی خزائن (نسیم دعوت) جلد ۱۹ صفحہ ۴۳۵)

آخر پر اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے اور پہلے اس کے میں اس ضمن میں ہندو تعلیمات نمونے کے طور پر آپ کے سامنے رکھوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر جو خدا تعالیٰ سے محبت اور اس کی وحدت کے اظہار کے لئے ہے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

"خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدا ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزاء سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے۔ اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے اُس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نور ہے اور ہر یک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتوہ ہے وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔

(روحانی خزائن (لیکچر لاہور) جلد نمبر ۲۰ ص ۱۵۲۔۱۵۳)

پس دنیا کے جتنے بھی مذاہب ہیں وہ درحقیقت ایک خدا کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور ایک خدا سے اگر سچا تعلق قائم ہو جائے تو یہی راز ہے مذاہب کی مذاہب سے صلح کروانے کا۔ اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں۔ خدا کی طرف بندوں کو واپس لے کے جائیں۔

خدا خود بندوں کو آپس میں ملا دے گا۔ جو خدا تک پہنچتے ہیں، وہی پہنچتے ہیں جو پہلے ہی بندوں سے مل کر اوپر جاتے ہیں۔ جو بندوں سے تعلق توڑ کر خدا کی طرف جاتے ہیں۔ اُن کے اور خدا کے درمیان فاصلے ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں۔ یہ محض نفس کا دھوکہ ہے۔ اس لئے آخری بار پھر میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اے ہمارے سکھ بھائیو! جنہوں نے یہاں ہم سے نہایت ہی اعلیٰ درجے کا حسن سلوک فرمایا۔ بے حد محبت کے ساتھ، کھلی باہوں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ اور جہاں جہاں جن جن گلیوں سے میں گذرا ہوں وہاں میں نے سکھوں کو دروازوں کے سامنے کھڑے ہو کر بڑے پیار اور محبت سے ہاتھ ہلاتے دیکھا۔ اپنے گھروں میں بلاتے دیکھا۔ یہاں تک کہ ایک خاندان کے ایک بہت چھوٹے سے پیارے بچے نے کوٹھے پر چڑھ کر یوں ہاتھ جوڑ کر بہ منت سماجت کی کہ ہمارے گھر ضرور آئیں۔ چنانچہ میں ان کے گھر گیا ان کے ہاں دودھ پیا۔ یہ ساری باتیں سوچتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ خدا کی رحمت کا دودھ تو سب کے لئے برابر ہی ہے۔ خدا کی محبت کا دودھ ہی ہے جو سب انسانوں کی نشوونما کے لئے واحد دودھ ہے۔ اس کے بغیر کوئی زندگی نہیں ہے۔ پس اپنے اختلافات کو اپنی جگہ رکھئے لیکن توحید کو اپنے اندر وہ محبت پیدا کرنے کا موقع دیجئے۔ وہ قلبی جوش پیدا کرنے کا موقع دیجئے جس کے بعد رنگوں کا اختلاف بھی ہمیں دور نہیں کر سکتا۔ جغرافیائی اختلاف بھی ہمیں دور نہیں کر سکتا۔ مذہبی اختلاف بھی ہمیں دور نہیں کر سکتا۔ خدائے واحد کی محبت ہے جو ہمیں ایک کر سکتی ہے۔ اور میں نے خود اس کے اپنی آنکھوں سے بہت ہی پیارے نظارے دیکھے ہیں۔ اللہ کرے یہ قادیان جس کو خدا نے دار الامان کہا تھا۔ ہمیشہ دارالامان ہی رہے۔ اور اس کا امن دنیا میں پھیلتا چلا جائے۔ اس امن کو دنیا میں پھیلانے میں آپ سکھ بھی ہماری مدد کریں اور آپ ہندو بھی ہماری مدد کریں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہاتھ ملا کر دنیا کو یہ پیغام دیں کہ اے دنیا والو آؤ اور اس قادیان بستی سے امن سے زندہ رہنے کے گر سیکھ لو۔ امن سے زندہ رہنے کی ادائیں سیکھ لو۔ ہم آج سب مل کر تمہیں امن کی دنیا کی طرف بلاتے ہیں اور یہ دنیا ایک خدا کی دنیا ہے۔ اس دنیا میں آئے بغیر حقیقت میں امن نصیب نہیں ہو سکتا۔

اب میں ہندو مذہب سے توحید کے متعلق بعض تعلیمات کے نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ گیتا میں جو ایک شلوک ہے اور اس کا ترجمہ "دل کی گیتا" کے نام سے شائع کیا گیا ہے اس کے ادھیائے ۸ اور شلوک ۲۰ میں درج ہے۔

پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اک وہی ذات باقی رہے

قرآن کریم اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

جو کچھ بھی اس دنیا میں ہے وہ لازماً ہٹ جائے گا اور صرف وہی بچتا ہے جسکی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو (سورۃ الرحمٰن: ۲۷، ۲۸)

یعنی خدا کی توجہ سے ہم زندہ ہیں اگر یہ توجہ منہ پھیر لے تو ہم ہر حال میں مرجائیں گے۔ نہ ظاہری طور پر زندہ رہ سکتے ہیں نہ روحانی طور پر۔

پھر ایک شلوک "دل کی گیتا" کتاب سے ہی میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ادھیائے ۸ شلوک ۲۲ لکھا ہے۔

جو کرتے ہیں خالص عبادت میری
جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی
کروں حاجتیں ان کی پوری تمام
وہ میری حفاظت میں ہوں صبح و شام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی
سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے

(الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ مومن: ۱۵)

کہ انکار کرنے والے خواہ کیسی ہی نفرت کریں تم خدائے واحد کو کامل اخلاص کے ساتھ۔ پوری وفا کے ساتھ پکارا کرو۔

بھاگوت گیتا کے صفحہ ۳۶۵ پر درج ہے۔

"اے ارجن! جو تو عمل کرتا ہے اور جو تو بھوجن کرتا ہے اور جو تو ہوم (ہون) کرتا ہے اور جو تو دان دیتا ہے اور جو تو تپ یعنی ریاضت کرتا ہے۔ وہ سب مجھ پر میشور کے سپرد ہے"

نقط میری خاطر تو ہر کام کرے
ہوں دان دے سب میرے نام پر
تیرا کھانا پینا ہو میرے لئے
تیرا تپ سے جینا ہو میرے لئے

اس مضمون کو قرآن کریم نے بہت ہی پیارے رنگ میں اس طرح بیان فرمایا کہ اے محمد تو یہ اعلان کر دے

اگر ہاتھ سے محنت کریں اور غریبوں کی مدد کریں تب خدا کا رستہ معلوم ہوگا

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
کہ دیکھو میں خدا کا پوری طرح ہو چکا ہوں۔ میری عبادتیں اور میری قربانیاں اور میرا روز روز کا جینا اور روز روز کا مرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو چکا ہے۔

(سورۃ الانعام: ۱۶۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں:-
"جب انسان کی محبت خدا کے ساتھ اس درجہ تک پہنچ جائے کہ اس کا مرنا اور جینا اپنے لئے نہیں بلکہ خدا ہی کے لئے ہو جائے تب خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے۔ اپنی محبت کو اس پر اُتارتا ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کو دنیا نہیں پہچانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لئے خون ہوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا۔ وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے کہ دنیا اُن کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی"
(تقریر جلسہ مذاہب ص۷۶)

پس وہ لوگ جو نورانی نوروں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور مذہبی بزرگوں کے خون کے درپے ہوتے ہیں۔ وہ خود خدا سے تعلق کا شنے کے نتیجے میں ایک ظلمت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں جس طرح اندھے کو پتہ نہیں لگتا کہ صحیح راستہ کونسا ہے اور بعض دفعہ دیواروں سے ٹکرا جاتا ہے۔ یہی حال دل کے اندھوں کا ہوا کرتا ہے۔ لیکن جو خدا سے سچی محبت کرتے ہیں اُن کو ضرور نور عطا کیا جاتا ہے اور اُس محبت کے نتیجے میں خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں وہ خدا والوں کو دل کی آنکھ سے پہچان لیتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ خدا سے سچی محبت کرنے والا کسی خدا سے سچی محبت کرنے والے سے نفرت کرے۔ اُس کے دل کی آنکھ بتاتی ہے کہ یہ کون ہے وہ ایسا نور ہے جو دونوں ایک دوسرے کو پہچانتے اور ایک دوسرے کے لئے محبت کا جوش مارتے ہیں۔

بھگوت گیتا صفحہ ۲۶۴ پر یہ درج ہے۔
"اے ارجن! سب طرح سے اس ایشور کے پناہ میں ہی پناہ گزیں ہو تو اس مہربانی سے اعلیٰ لازوال شانتی اور مقام کو حاصل کر سکے گا۔"

سب تو ملجا و ماوی اُسی کو بنا | اسی ذات میں اپنی ہستی لگا
تو رحمت میں اس کی سما جا پڑے گا | سکون و بقا اس سے پا جائیگا

قرآن کریم فرماتا ہے
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (سورہ الرعد: ۲۹)
کہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں۔ اور ایمان لانے کے بعد تو ان کو خدا کے ذکر میں ہی تسکین ملا کرتی ہے۔ اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں۔ فرمایا۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ انسان جو چاہے کرے۔ جس طرف چاہے دوڑے لیکن خدا کے ذکر اور خدا کی محبت کے بغیر انسان کو سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔

دل کی گیتا ادھیائے ۱۸ اشلوک ۶۶ میں ہے کہ

تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ
تو مانگ آکے دامن میں میرے پناہ
تیرے پاپ سب دور کر دوں گا میں
نہ غمگین ہو، مسرور کر دوں گا میں

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (العنکبوت: ۸)
کہ جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے مطابق انہوں نے عمل کئے ہم ان کی بدیوں کو اُن سے دور کر دیں گے اور جو کام وہ کرتے تھے اس کے مطابق بہترین جزاء جو ان کو مل سکتی ہوگی وہ ہم ان کو دیں گے۔

وقت کی رعایت سے میں باقی حوالے چھوڑتا ہوں۔
اب میں آپ کو توحید باری تعالےٰ اور خدا کی محبت کے بعد سکھ مت میں اور ہندو مت میں جو انسانی ہمدردی سے متعلق باتیں ہیں اُن کے چند نمونے پڑھ کر سناتا ہوں۔

گرو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۹۹ محلہ پنجم میں ہے۔

بسر گئی سب تات پرائی
جب تے سادھ سنگت موہے پائی
نا کو بیری نہیں بیگانہ
سگل سنگ ہم کو بن آئی

ترجمہ اس کا یہ ہے:- ہمارے عقیدے کے مطابق کوئی بیگانہ نہیں۔ سب اپنے ہیں اور نہ کوئی ہمارا دشمن ہے۔ سب سے ہمارا پیار اور محبت ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں۔
"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے"۔
(روحانی خزائن (اربعین ۱) جلد ۱۷، صفحہ ۳۴۴)

پھر گورو گرنتھ صاحب میں حضرت گرو بابا نانک صاحب کا کلام صفحہ ۹۹۱ محلہ پہلا میں درج ہے۔

مندا جانے آپ کو اور بھلا سنسار

یعنی انسان اپنے آپ کو کمزور اور بُرا جانے اور ساری دنیا کو بہتر اور اچھا سمجھے۔ انکساری کی ایک بہت ہی پاک اور اعلیٰ درجے کی تعلیم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

اگر تم اپنے خیال میں ہر دوسرے شخص سے اپنے آپ کو کمتر اور کم درجہ سمجھو۔ تو بعید نہیں ممکن ہے اسی رستے سے تمہیں اللہ تعالیٰ مل جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب خدا تعالےٰ نے اس زمانے کا امام بنا کر بھیجا تو وجہ یہ بیان فرمائی۔
"اُسے تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں"۔
اے وہ شخص جسے میں زمانے کا امام بنا رہا ہوں اس لئے بنایا کہ تو بہت بڑا آدمی ہے اس لئے کہ تو نے اپنے نفس کو بالکل مٹا دیا اور خاک ہو گیا اور اپنی ہستی کا کچھ بھی رہنے نہیں دیا اس عجز کے بعد خدا بندوں پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے بغیر خدا کا ملنا محال یعنی ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ
"انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ میں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصور کرے اور دعائیں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اس کو بخشے گا"۔
(روحانی خزائن (حقیقۃ الوحی) جلد ۲۲ صفحہ ۱۴۸)

پھر گرو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۱ محلہ پہلا میں ہے کہ

حق پرایا نانکا اُس سور اُس گائے
گر پیر ہاماں تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے

ترجمہ اس کا یہ ہے۔ کسی دوسرے انسان کا حق چھیننا ایسے ہی ہے جیسے مسلمان کے لئے سور کھانا اور ہندو کے لئے گائے اور گرو اس کی حمایت نہیں کرے گا۔ کیسی پاک تعلیم ہے انصاف قائم کرنے کی۔ اور ایک دوسرے کے مال کو لوٹنے سے روکنے کی اگر سب مذاہب کے پیرو اپنے

قیمتی سے قیمتی زندگی کا راز محنت میں ہے اور اخلاص
سے [illegible] رزق کی تلاش میں ہے

اپنے مذہب کی پاک تعلیموں کی طرف واپس لوٹ جائیں تو یہی ایک امن کا رستہ ہے اس کے سوا اور کوئی رستہ نہیں

رہت نامہ بھائی نند لال جی میں درج ہے۔

خلق خالق کی جان کہہ
خلق دکھاوے تال ہے
خلق دکھے جب لال جی
خالق کوپے تا ہے

ترجمہ اس کا یہ ہے۔ خدا کی مخلوق کو دیکھ کر اُسے دکھ نہ پہنچاؤ جو شخص خدا کی مخلوق کو دُکھ پہنچائے گا اُسے خدا تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو اس رنگ میں بیان فرمایا۔ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ

(مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعیال)

کہ دیکھو اگر کوئی انسان خدا کے بندوں پر رحم نہیں کرتا تو اللہ اس پر رحم نہیں کرے گا۔

پس اس بات کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر درحقیقت نہ ہم مذہب کے ایک مقصود کو پا سکتے ہیں۔ نہ مذہب کے دوسرے مقصود کو پا سکتے ہیں۔ دو ہی مقاصد ہیں مذہب کے۔ انسان کو انسان کے قریب کرنا اور انسان کو خدا کے قریب کرنا۔

ایک موقعہ پر بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اُس شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کی عزت نہیں کرتا"

(ترمذی کتاب البر والصلۃ۔ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اِس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے ...... کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو (خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔) اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بد معاشوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کیلئے کوشش کرو۔"

(روحانی خزائن (کشف الغطاء) جلد 14 صفحہ 187-188)

حضرت گرو بابا نانک محنت کے مقام اور مرتبے کو دیکھیں کس عمدگی سے بیان فرماتے ہیں۔

کہتے ہیں ۔ اگر ہاتھ سے محنت کریں اور غریبوں کی مدد کریں تب خدا کا رستہ معلوم ہو گا۔

(گرو گرنتھ صاحب صفحہ 1245)

سکھ قوم نے اس کے ایک پہلو پر تو بڑے ہی خلوص کے ساتھ اور وفا کے ساتھ عمل کیا ہے اور وہ ہے ہاتھ سے محنت کرنا۔ میں بہت عرصہ تقسیم سے پہلے سکھوں کے ساتھ رہا ہوں۔ گورنمنٹ کالج لاہور تک بھی میری دوستی بہت سے سکھ طالبعلموں سے تھی۔ قادیان کے اردگرد سب سکھ ہی پھیلے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سکھ بھکاری کو نہیں دیکھا ایک بھی سکھ کبھی نہیں دیکھا جو دوسرے بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو کہ مجھے بھی کچھ خیرات ڈال دو۔ معلوم ہوتا ہے حضرت گرو بابا نانک کی تعلیم کا اور اسی تعلیم کا اتنا گہرا اُن پر اثر ہے کہ یہ قوم بہت محنتی ہے اور اپنے ہاتھ کی پاکیزہ کمائی کھاتی ہے۔ غریبوں کی کس حد تک مدد کرتی ہے۔ میں نہیں جانتا کیونکہ مشکل یہ در پیش ہے کہ ان میں غریب چھپ سے گئے ہیں۔ کیونکہ خود داری کی وجہ سے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے کے جذبے کی وجہ سے ممکن ہے سکھ قوم کو پتہ ہی نہ لگتا ہو کہ ہمارے اندر کتنے غریب ہیں، غریب ہیں بھی کہ نہیں اسلئے اللہ بہتر جانتا ہے لیکن میں نے اس دنیا میں جہاں سفر کئے ہیں وہاں میں نے یہ ضرور دیکھا کہ سکھ گوردواروں میں دوسرے غریبوں کیلئے کھانا تقسیم کرنے کا انتظام ہوا کرتا تھا۔

اب میں کینیا گیا تھا وہاں بھی میں نے دیکھا ایک بڑا گوردوارہ تھا اور اُس پر یہ کھلی چھٹی تھی کہ وقت مقررہ پر کسی مذہب کا آدمی، کوئی ہو کالا ہو گورا ہو جب بھی وہ آئے گا اُسے اس لنگر خانے سے روٹی ضرور ملے گی تو یہ پاک تعلیمات کے نتیجے ہیں۔ اُن کے نیک پھل ہیں۔

حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے پس صرف مذہبی تعلیم کا سوال نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اُس تعلیم کو کون اخلاص کے ساتھ قبول کرتا ہے اور اُس پر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ اُسی کو پھل لگتا ہے اور اگر کسی مذہب کے ماننے والے

وُنس سے (آگے مسلسل ص 11 پر)

جو خدا سے نسبت بندوں سے تعلق کاٹتا ہے
اللہ تعالیٰ [illegible] اس سے تعلق کاٹ لیتا ہے

عزمِ مصمم

گم گشتگانِ راہ کو منزل دکھائیں گے
حمد و ثنا کے گیت ہم گاتے ہی جائینگے
کشتی جو آج بیچ بھنور کے ہے جا گھری
طوفان سے نکال کے ساحل پہ لائیں گے
ہر لہر سے لڑیں گے ہم، پرواہ نہیں ہمیں
میدانِ کارزار میں جرأت دکھائیں گے
دشمن ملے گا اب کفِ افسوس بس یونہی
ہم ہر گھڑی جہان میں بڑھتے ہی جائینگے
ثابت قدم رہیں گے ہر اِک ابتلا میں ہم
ہر حال میں ہی عزمِ مصمم دکھائیں گے
پروا نہیں یہ جان ہے جاں آفرین کی
ہنس ہنس کے اُس کی راہ میں اِس کو لٹائیں گے
سو سال تک جو ہم پہ ہوئے ظلم اور ستم
خوشیاں ملیں گی اِس قدر، غم بھول جائینگے
خلقِ خدا کی راہ نمائی میں ہی خلیق
کرتے ہیں عہد، اپنے قدم ہم اُٹھائیں گے
(ان شاء اللہ)

خلیق بن فائق گورداسپوری

مذہب کی تعلیم سے منہ موڑلیں تو انہیں کوئی پھل نہیں لگے گا۔ وہ درخت ویران ہو جائے گا۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے ان تعلیمات پر بہت ہی اخلاص کے ساتھ عمل کیا ہے اور اس کا نیک پھل کھایا ہے اور دنیا کو دکھایا ہے۔ اسی طرح حضرت گورو بابا نانک کی باقی تعلیمات کو بھی صدق دل سے سچے دل سے قبول کریں۔ اسی میں آپ کی زندگی ہے اور اسی میں ہندوستانی قوم کی بھلائی ہے۔ اگر آپ گورو بابا نانک کی تعلیمات کو اپنی ذات میں زندہ کر دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس علاقے بلکہ اس علاقے سے باہر کے علاقوں کی بھی زندگی کی امید بن جائے اور اسی میں زندگی کا راز ہے۔

قرآن کریم نے بھی اس مضمون کو بیان کیا۔ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ دیکھیں قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے یہ مضمون بیان فرمایا لیکن مسلمانوں نے اس کو بھلا کر کیسی فلاکت کی زندگی قبول کر لی۔ میں کراچی جاؤں یا لاہور جاؤں یا کسی ایسے مسلمان علاقے میں دیہات میں پھروں جو پاکستان سے تعلق رکھتے ہوں یا ہندوستان میں بھی مسلمان بھکاری دکھائی دیتے ہیں۔ بہت میرے دل کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ان کی خدمت تو ضرور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ دیکھو چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے رزق حلال کی طرف توجہ دلائی' ہاتھ سے کمائی ہوئی روٹی کی نصیحت فرمائی۔ اور اس کے باوجود اس قوم نے اس تعلیم سے تعلق توڑا ان کو نیکی کا پھل نہیں لگا۔ پس جڑوں سے تعلق قائم کئے بغیر کسی درخت کو کوئی پھل نہیں لگا کرتا۔ اپنی اپنی پاک تعلیمات کے ساتھ سنجیدگی سے خلوص دل سے تعلق جوڑیں تو دیکھیں شاخیں کیسے پیارے پھلوں سے بھر جائیں گی۔ لدّ جائیں گی اور ان میٹھے پھلوں سے باقی دنیا بھی فائدہ اٹھائے گی۔

قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝
وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ۝
ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ۝
(النجم: ۴۰ تا ۴۲)

یہ کیسا جاری و ساری قانون ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے کہ انسان کو وہی ملنا چاہئے جو وہ اپنے ہاتھ سے کماتا ہے۔ اسی پر اس کا حق ہے جو وہ اپنی محنت سے کماتا ہے۔ یہاں سعی کا لفظ صرف مزدوری نہیں بلکہ کوشش مراد ہے خواہ دماغی کوشش ہو یا اور رنگ کی کوشش ہو۔ فرمایا انسان کو یہ راز سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا وہی ہے جو وہ خود اپنی کوشش سے کماتا ہے اور خدا یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر تم کوشش کرو گے تو ضرور اس کی جزاء دے گا۔ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی پھر جزاء دینے کے بعد اور بھی زیادہ اسے جزاء دے گا۔ بھر بھر کے جزائیں دے گا۔

پس قوموں کی زندگی کا راز محنت میں ہے اور اخلاص کے ساتھ سچے رزق کی تلاش میں ہے۔ مسلمانوں میں کیسی پیاری تعلیم موجود تھی مگر افسوس ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کرنے کے نتیجہ میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں صدقہ و خیرات کی تعلیم دی وہاں یہ بھی بیان فرمایا کہ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔ کہ یاد رکھو اوپر کا ہاتھ بہرحال بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اس تعلیم پر اتنا زور دیا کہ ایک دفعہ ایک صحابی کسی گلی سے گذر رہے تھے کہ ان کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا اور ایک پیچھے نے دوڑ کر اٹھانے کی کوشش کی اس سے پہلے وہ لپک کر نیچے اترے اور اسے اٹھا لیا تو پیچھے نے کہا آپ نے کیوں تکلیف فرمائی۔ میں جو آ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے آقا و مولیٰ نے مجھے یہی نصیحت کی ہے کہ اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرو۔ اس لئے میں یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ تم مجھ سے پہلے پہنچ کر میرے مطالبے کے بغیر ہی مجھے وہ پکڑا دو۔

یہ تعلیم ہے جو انسانوں کی زندگی میں انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں بعض لوگ غلط گیان اور غلط صوفی ازم کے نتیجے میں سمجھتے ہیں کہ دنیا سے تعلق کاٹ لینا اور لوگوں کے رزق پہ پڑے رہنا ہی خدا داری ہے ہرگز ایسی بات نہیں۔ ایک مسلمان ولی اللہ کا ایک واقعہ میں آپ کو سناتا ہوں۔

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے بیٹے کو تجارت کے لئے بھجوایا اور بہت سا سامان تجارت ساتھ دیا۔ اس قافلے نے جنگل میں پڑاؤ کیا اور پڑاؤ کے دوران جب رات پڑ گئی تو اس لڑکے نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شیر آیا ہے۔ اس نے ایک جانور کا شکار کیا۔ ایک جھاڑی کے نیچے گھسیٹ کر لے گیا اور جتنا کھا سکتا تھا کھا لیا۔ اور باقی چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے پیچھے ایک لنگڑ بھگڑ جس کی پچھلی ٹانگیں ماری ہوئی تھیں وہ گھسٹتا گھسٹتا پہنچا اور بقیہ اس شیر کے چھوڑے ہوئے جانور میں سے اس نے اپنا پیٹ بھی بھر لیا۔ جب اس نے یہ نظارہ دیکھا تو وہیں اپنا سامان سب اہل قافلہ کو دے کر خالی ہاتھ لوٹ گیا۔ جب باپ نے پوچھا کہ بتاؤ کیوں واپس آ گئے اور کیوں خالی ہاتھ آئے تو اس نے کہا خدا رازق ہے میں نے اس کا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا ہے۔ ہر مخلوق کا وہ ذمہ دار ہے تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ دنیا کے دھندوں میں پڑوں۔ اس بزرگ نے جواب دیا یہ راز مجھے بھی معلوم تھا لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ تم وہ شیر بنو جس کا کھایا ہوا لنگڑ بھگڑ کھایا کریں۔ وہ لنگڑ بھگڑ نہ بنو جو شیروں کے کھائے ہوئے کے انتظار میں پڑا رہے۔

یہ ہے حسین تعلیم کا توازن۔ خدا کے فضل سے سکھ قوم نے اس کو سمجھا ہے اور اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ بھی اس اسلامی تعلیم پر بہت ہی اخلاص کے ساتھ کاربند ہے۔ یہاں تک کہ ہم انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے غریب کے دل کا سوال اٹھنے سے پہلے اس تک پہنچیں اور جہاں تک ذاتی طور پر خیرات دینے کا تعلق ہے اس سے بہت زیادہ جماعت اپنی طرف سے ضرورتیں پوری کرتی ہے۔ اور ہر غریب کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تا کہ صرف نیچی نگاہوں کے ساتھ خیرات لینے والے نہ پیدا ہوں۔ بلکہ ایسے پیدا ہوں جو خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ اور دوسرے غریبوں کی خدمت کرنے کی اہلیت حاصل کر لیں۔ پس الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ اس ضمن میں عالمگیر کوششیں کرا رہی ہے۔ اور آج میں اس جلسے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہندوستان کے غریب علاقوں کے لئے میں نے ایک سکیم سوچی ہے اس کے تحت انشاء اللہ تعالیٰ وہاں صنعت کاری کے کام جاری کئے جائیں گے۔ ایسی صنعتیں جاری کی جائیں گی۔ ایسی تجارتیں ان کو سکھائی جائیں گی جن کے نتیجے میں احمدی غرباء پوری طرح اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر جوش اور ولولے کے ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کر سکیں گے۔

جماعت احمدیہ نے ایک اور گر قرآن کریم سے یہ سیکھا ہے کہ غربت میں بھی قربانی کرتی ہے اور غریب ہو کر ضرورتمند ہونے کے باوجود دوسرے ضرورتمندوں کے لئے جو کچھ ان کے پاس ہے۔ وہ پیش کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ وہ عجیب نظارہ ہے۔ جو اوپر کی منزل کا نظارہ ہے۔ خدا کی طرف ایک مقام پر ٹھہرنے کا سفر نہیں بلکہ ایک تعلیم کو حاصل کرنے کے بعد اس سے آگے ایک اوپر کی منزل بھی تعمیر ہوا کرتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ جماعت احمدیہ ان بالائی منازل کی طرف حرکت کر رہی ہے۔ اور یہ چاہتی ہے کہ تمام بنی نوع انسان ان اچھی باتوں میں اس کے شریک ہوتے چلے جائیں۔

حضرت گورو بابا نانک صاحب فرماتے ہیں: کہ دنیا میں دوسروں کی خدمت کرنی چاہئے۔ خدمت کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہو سکے گا۔ اور اپنے پورے تن من دھن کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرنی چاہئے۔

(سری راگ محلہ پہلا صفحہ ۲۵، ۲۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں عزت نفس پیدا فرمائی وہاں

> راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی... وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔
> (مسیح موعودؑ)

خدمت پر اور حاجت مند کی ضرورت پوری کرنے پر اتنا زور دیا ہے کہ جہاں تک مَیں نے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے مجھے کسی اور مذہب میں اسی شدّت کے ساتھ اور اس کثرت کے ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت پر زور دینے کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ مَیں مقابلے کے طور پر نہیں کر رہا بلکہ ایک سچی حقیقت ہے جسے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جسے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کا شوق ہو اُسے اپنے مذہب کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث کا مطالعہ بھی کرنا چاہیئے۔ اُسے بہت سا اپنا دل پسند خزانہ وہاں ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا اور بندے کے تعلق کو بہت سی پیاری مثالوں کے ساتھ ہمارے سامنے رکھا۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: کہ

"قیامت کے دن خدا اپنے ایک بندے سے ناراضگی کا اظہار کرے گا۔ کہے گا مَیں تجھے پسند نہیں کرتا۔ اُس نے کہا کیوں۔ خدا جواب دیگا کہ مَیں بھوکا تھا مَیں تیرے پاس آیا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ مَیں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ میرے تن بدن کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور تو نے مجھے کچھ پہنایا نہیں۔ مَیں بغیر چھت کے تھا تو نے میرے رہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا۔

وہ بندہ خدا سے عرض کرے گا۔ اے رب العالمین! تجھے کیا ضرورت تھی، تُو تو سب دُنیا کا داتا ہے۔ سب کو کھلاتا ہے۔ سب کو پلاتا ہے۔ سب کو پہناتا ہے۔ سب کو امن کی جگہیں عطا کرتا ہے۔ تو کیسی بات کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو! جب میرا غریب بندہ بھوکا تھا تو مَیں بھوکا تھا۔ تو نے اپنا پیٹ بھرا اور غریب کے خالی پیٹ کی پرواہ نہیں کی۔ تو گویا میری پرواہ نہیں کی۔ جب میرا غریب ننگے بدن تھا تو نے اُسے ڈھانپنے کی کوشش نہیں کی۔ تو مَیں ننگے بدن تھا مجھے ڈھانپنے کی کوشش نہیں کی۔ جب میرا غریب بندہ پیاسا تھا تو نے اُس کی پیاس نہیں بجھوائی تو میری پیاس نہیں بجھوائی۔ جب وہ بے گھر کے تھا تو نے کوشش نہیں کی کہ اُسے سر چھپانے کی جگہ ملے تو میرے لئے کوشش نہیں کی۔"

پس خدا کا اپنے غریب بندوں سے یہ تعلق ہے۔ یہ تعلیم ہے اسلام کی۔ اور اس تعلیم کی رو سے جو خدا کے غریب بندوں سے تعلق کاٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے تعلق کاٹ لیتا ہے۔

پس پہلا حصہ میرے مضمون کا یہ تھا کہ جو خدا کے بندوں کی ایذا رسانی کرتے ہیں اُن کو دُکھ پہنچاتے ہیں وہ خدا کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ دوسرا حصہ یہ ہے کہ جو خدا کے بندوں کی خدمت پر نہیں لگے رہتے۔ وہ اللہ کی محبت کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔

ہندو دھرم میں بھی اس موضوع پر اسی قسم کی تعلیم ہے۔ صرف دو چار نمونے ہی آپ کے سامنے رکھ سکوں گا۔

بھگوت گیتا سے یہ حوالہ ہے۔ "اے ارجن! جو انسان تمام مخلوقِ عالم کو بغیر تفریق کے یکساں سمجھتا ہے اور ان کا سُکھ اپنے سُکھ جیسا اور اُن کا دُکھ اپنے دُکھ جیسا محسوس کرتا ہے وہ انسان سب سے اعلیٰ عارف گنا جاتا ہے۔ (بھگوت گیتا ادھیائے ۶ شلوک ۳۲)

پھر بھگوت گیتا ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۳ میں درج ہے:۔

"جو انسان کسی سے حسد و دشمنی نہیں رکھتا۔ دوستی والا ہے۔ جو خوشی و غمی، دُکھ و سُکھ کو ایک جیسا سمجھتا ہے۔ جو تمام مخلوق سے ہمدردی اور محبت رکھتا ہے۔ سب پر رحم کرتا ہے۔ تکبّر سے اور خودی سے بالا ہے۔ معاف کر دینے والا۔ ہمیشہ قانع۔ صابر و شاکر۔ نفس پر ضبط رکھنے والا۔ جو استقلال سے دل و دماغ سے مجھ ایشور میں لگا رہتا ہے۔ ایسا بھگت مجھے پیارا ہے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض وہ لوگ ہوں گے جو منہ پھٹ بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے اور لوگوں میں تکبّر کے ساتھ پھرتے ہیں۔"

(ترمذی کتاب البر والصلۃ - باب فی معالی الاخلاق)

اس مضمون کی بہت پیاری تعلیمات ہمیں بھگوت گیتا میں بھی ملتی ہیں اور اسی طرح ویدوں میں بھی بہت ہی پاکیزہ تعلیمات کے نمونے دکھلائی دیتے ہیں۔ ان سب نمونوں کو پڑھ کر انسان کا دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ ہمارا ایک ہی خدا ہے اور ہر مذہب کے آغاز میں بزرگ انسانوں پر وہی ایک خدا ظاہر ہوا۔ اور اس خدا سے اگر محبت رکھتے ہیں تو ہمیں ایک دوسرے سے اپنے محبت کے سلسلوں کو بڑھانا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت گورو بابا نانک کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا۔ اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ وجلّ اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔" (روحانی خزائن (پیغام صلح) جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۵)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"جو دُور اِس سے اُس سے خدا دُور ہے۔"

(روحانی خزائن (ست بچن) جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۱)

گورو بابا نانک کے چولے پر جو عبارتیں درج ہیں جس خدا کے نور کا ذکر ہے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اِس بزرگ سے بلکہ اس کے کپڑوں سے بھی جو دور ہے۔ خدا اس سے دور ہو جاتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر اس کے وجود (یعنی حضرت گورو بابا نانک کے وجود) اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہو جاتے۔ ہائے افسوس ہمیں اس تصور سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دُنیا میں آیا اور گذر بھی گیا۔ مگر نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی۔"

(روحانی خزائن (پیغام صلح) جلد ۲۳ صفحہ ۴۵۶)

چولے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

یہی پاک چولہ ہے سکھوں کا تاج
یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج

یہی ہے کہ نوروں سے معمور ہے
یہی جنم ساکھی میں مذکور ہے
اسی پر وہ آیات ہیں بیّنات
یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز
اسی سے وہ سب رازِ حق پا گیا

جو دور اس سے ہے اس سے خدا دور ہے
جو انگد سے اس وقت مشہور ہے
کہ جن سے ملے جاودانی حیات
خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز
اسی سے وہ حق کی طرف آ گیا

(روحانی خزائن (ست بچن) جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۱)

حضرت کرشن جی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں:۔

"ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔"

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷۔ ۶ مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲) تذکرہ صفحہ ۳۸۱ ایڈیشن ۱۹۶۹ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اس ضمن میں آج آپ کے لئے یہ بات بڑے تعجب کا موجب ہے کہ ایک شخص جب گلے ملتا ہے تو ناک سے ناک اور پیشانی سے پیشانی کیوں ملائے۔ مجھ پر بھی یہ راز نہ کھلتا اگر مَیں نیوزی لینڈ نہ جاتا۔ جب مَیں نیوزی لینڈ گیا تو وہاں ایک قدیم قوم آباد ہے جو معلوم انسانی تہذیب سے بھی بہت پہلے سے وہاں آباد ہے اور اپنی پرانی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ جیسا کہ ان کے لیڈر نے اپنی محبت اور یگانگت کے اظہار کے طور پر میرے گلے لگ کر میری ناک سے ناک ملا دی اور ماتھے سے ماتھا ملا دیا۔ تب اس کے نتیجے میں مجھ پر دو انکشافات ہوئے۔ انکشاف تو ایک ہی ہوا لیکن اس کے نتیجے میں ایک اور فائدہ بھی حاصل ہوا۔ انکشاف یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کشف میں حضرت کرشن دکھائی دیئے ہیں تو

اگر غریب قوموں نے مل بیٹھ کر اپنے غریب قوموں کے سامان نہ کئے تو دن بدن کمزور اور بدتر ہوتے چلے جائیں گے اور اسکے نتیجے میں ظاہری طور پر ہمیشہ کیلئے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جائیں گے۔

یقیناً اُسی زمانے میں یہی رواج ہوتا ہوگا۔ جیسا کہ قدیم قوموں کی تہذیب سے ایک نظارہ خود میں نے دیکھ لیا اور دوسرا یہ راز معلوم ہو گیا کہ اِن مقامات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچائی کے معاملے میں بہت قوی شہادات ہیں۔ ورنہ ایک عام انسان جو اپنے نفس سے کوئی چیز بناتا ہے۔ ہندوستان کی تہذیب میں پروردہ ہو تو یہ بات سوچ بھی نہیں سکتا کہ کرشن میں کسی بزرگ کو دیکھے اور بجائے اس کے کہ گلے ملے یا چرنوں کو ہاتھ لگانے دے یا خود لگائے وہ ناک سے ناک ملائے اور ماتھے سے ماتھا تو درحقیقت یہ خدائے واحد و یگانہ جو عالم الغیب ہے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر فرمایا کہ جس زمانے میں حضرت کرشنؑ ہوا کرتے تھے۔ اُسی زمانہ میں قوموں میں محبت کے اظہار کا اور یگانگت کے اظہار کا یہی طریق رائج تھا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :-

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے رُوح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔" (روحانی خزائن (لیکچر سیالکوٹ) جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۸-۲۲۹)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی حضرت کرشن کا ذکر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نبوت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں۔ اور فرمایا کہ كَانَ فِي الْهِنْدِ نَبِيًّا أَسْوَدَ اللَّوْنِ إِسْمُهٗ كَاهِنًا یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اُس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔" (روحانی خزائن (چشمہ معرفت) جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرشن کا اوتار خدا نے بنایا۔ اور آپؑ پر یہ وحی نازل فرمائی۔

"ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے" (روحانی خزائن (تحفہ گولڑویہ) ... تذکرہ صفحہ ۳۸۱ ایڈیشن ۱۹۶۹ء مطبوعہ ربوہ)

اور ایک دوسری جگہ یہی الہام ان الفاظ میں ہوا کہ :-

"ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"

(روحانی خزائن (لیکچر سیالکوٹ) جلد ۲۰ صفحہ (تذکرہ صفحہ ۳۸۱ ایڈیشن ۱۹۶۹ء مطبوعہ ربوہ)

اب میں اس مضمون کو اختتام کی طرف لے جا کر آخری چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ان تمام حوالوں کا مقصد صرف ایک ہے کہ ہندوستان کی سرزمین کو میں کئی قسم کے فسادات کی آماجگاہ بنتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ میرا پیارا وطن ہے۔ یہیں میں پیدا ہوا۔ یہیں میں نے آنکھیں کھولیں۔ اسی زمین کی مٹی سے میرا وجود بنایا گیا اور خواہ کسی وجہ سے بھی مجھے یہاں سے ہجرت کرنی پڑی مگر میری گہری محبت اس ساری سرزمین سے ہے۔ اور پھر قادیان کی بستی سے تو احمدی کا ایک لازوال عشق ہے جو تا قیامت جاری رہے گا۔ اِس رشتے سے بھی مجھے اُس ملک سے بھی پیار ہے۔ جس ملک میں قادیان کی مقدس بستی آباد ہے۔ پھر مذہب نے بھی مجھے یہی تعلیم دی۔ آپ کے مذہب نے بھی آپ کو یہی تعلیم دی۔ ایک دوسرے سے پیار اور محبت کو بڑھاؤ اور جب کبھی میں دُنیا میں بے چینی کے آثار پاتا ہوں میرے دل کو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ جب ہندوستان میں بے چینی دیکھتا ہوں یا پاکستان میں بے چینی دیکھتا ہوں۔ جب یہاں انسانوں کو ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ یا ملکوں کو ملکوں سے نفرت کرتے ہوئے اور دور ہٹتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو میرا دل کٹتا ہے اور میں انتہائی تکلیف محسوس کرتا ہوں اور مستقبل کے متعلق ایسے خطرات دیکھتا ہوں جن کا علم اگر آپ کو ہو جائے تو آپ کے پتے پانی ہو جائیں۔ بہت ہی خوفناک دن ہمسایے سامنے آنے والے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بزرگ کتابوں کے حوالے سے آپ کو نصیحت کرتا ہوں اور اپنی بزرگ کتاب کے حوالے سے احمدیوں کو اور تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وقت ہے کہ جلد ایک دوسرے سے محبت کے تعلق جوڑ لو اور نفرتوں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ لو ورنہ اس دُنیا میں تم زندگی کے فیشن سے دور جا پڑو گے۔ ایسے انقلابات برپا ہو چکے ہیں جن کا میں نے آغاز میں ذکر کیا تھا۔ جن کے نتیجے میں مغربی طاقتیں ایک نئی شان کے ساتھ اور نئے یقین کے ساتھ اور ایسے عزم کے ساتھ دُنیا پر قبضہ کرنے والی ہیں کہ جس کے بعد کمزور ملکوں کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ کس طرح ان سے وہ چھٹکارا حاصل کریں۔ یہ طاقتیں اگرچہ عوام کی مزاج کی پوری طرح مظہر ہوں یا نہ ہوں لیکن مغربی سیاست بحیثیت ایک سیاست کے اِسی طرح اُبھر رہی ہے اور اِنہی رستوں پر چل پڑی ہے۔ کیونکہ بدنصیبی سے اِس سیاست کی باگ ڈور آج امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور ... آخری مقام تک جا پہنچا ہے جس کے بعد پھر تنزل کا ... شروع ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن پہلے اس سے کہ وہ عظیم تبدیلیاں ... دنیا میں رونما ہوں ہمیں ... مشکلوں سے گزرنا ہے۔ بہت ... انتہائی نازک دور سے گزرنا ہے۔ اگر تم ... ملکوں میں امن قائم نہ کیا۔ اگر ... قوموں نے غریب قوموں سے ... کر اپنے جینے کے سامان نہ کئے تو ... بدتر ... چلے جائیں گے اور اس کے نتیجہ میں ظاہری ... ہمیشہ کے لئے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جائیں گے جن سے کوئی چھٹکارا نصیب نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اُس عالمی جنگ کو برپا کرے۔ جس سے بظاہر دُنیا پیچھے ہٹ چکی ہے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز پیچھے نہیں ہٹی بلکہ اِس انقلاب کے بعد جو روس میں برپا ہوا اور اُس انقلاب کے بعد جس میں برلن کی دیوار ٹوٹی دُنیا جنگ کے زیادہ قریب ہو چکی ہے۔ اور آئندہ کے لئے دُنیا کے امن کو شدید خطرات لاحق ہیں۔

> اگر حقیقت میں دُنیا میں اقوام متحدہ کی بنیاد رکھی جانی ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ یہ وہ سرزمین ہے جہاں آئندہ اقوام متحدہ کی بنیاد رکھی جائے گی +

اُسی قادیان سے جس سے پہلے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں نے دُنیا کو تنبیہہ کی اُسی تنبیہہ کو آج میں آپ کے سامنے دوہراتا ہوں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنبیہہ ہے۔ اپنی اصلاح کر لو۔ اپنے نفس کو پاک کر لو۔ خدا کی خاطر اپنے نفس کو مٹاؤ اور بنی نوع انسان سے محبت کی تعلیم دو۔ ایک دوسرے کے ساتھ پیار سے رہنا سیکھو ورنہ تمہاری باعزت زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

اب آپ دیکھئے کہ ہم غریب ملکوں کے بجٹ زیادہ تر اپنے دفاع کے لئے خرچ ہو رہے ہیں۔ دفاع کس کے خلاف؟ ایک اور غریب ملک کے خلاف اور وہ غریب ملک اپنے بجٹ کا زیادہ حصہ اپنے دفاع کے لئے تیار کر رہا ہے۔ اور خطرہ ہر ایک کو دوسرے سے ہے۔ اس بے چینی کی حالت میں آپ عوام کیسے زندگی کے دن گذار سکتے ہیں۔ جس قوم کی دولت کی بھاری اکثریت ایک دوسرے کا خون پینے کے لئے آلات خریدنے میں خرچ ہو جائے۔ اُس قوم کے غریب عوام کو کون خون دے گا۔ پس جب جنگیں ہوں گی تو غریب کا خون ہی ہے جو دوبارہ جنگوں میں جھونکا جائے گا۔ یہ سیدھی سی بات ہے یہ کھلا کھلا مسئلہ ہے۔ نہ سے کیوں آج قومیں نہیں سمجھتیں اسے کیوں آج قوموں کے سربراہ نہیں دیکھتے۔

پس آپ کو میں نصیحت کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کیا تو بہت ہی گندے اور خوفناک دن آنے والے ہیں اس کی تفاصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ پہلے ہی بہت ہی زیادہ دیر ہو چکی ہے۔

میں نے جو اپنی نظم کے آخری شعر سے پہلے ایک شعر کہا تھا۔ وہ اہم

دونوں قوموں کو اکٹھا کرنے اور ایک ہی خدا کی طرف مائل کرنے کے لئے بہترین نعرہ ہے۔ "واہے گرو، اللہ اکبر" خدا کرے کہ یہ نعرے نعرے نہ رہیں بلکہ واقعۃً ہمارے دل ایک ہی خدا کی محبت میں ہمیشہ کے لئے باندھے جائیں۔ اب میں آپ سے اجازت لوں گا۔ وقت زیادہ ہو چکا ہے جانے سے پہلے کچھ باتیں آپ کے سامنے دعا کی تحریک کے طور پر رکھنا چاہتا ہوں۔

جماعت احمدیہ دنیا کے کسی بھی حصے میں بستی ہو اسے قادیان سے ایک گہری محبت ہے اور خصوصیت سے پاکستان کے باشندوں نے ایک لمبے عرصے سے یہ خیال دل میں جما لیا تھا کہ شاید ہمارا آنا اور قادیان کی زیارت کرنا ہندوستان کی حکومت یا قادیان کے باشندوں کو پسند نہ ہو۔ اور یہی ایک تاثر تھا جس کے نتیجے میں یا شاید کسی اور وجہ سے جماعت کے کسی خلیفہ کو پارٹیشن کے بعد یہاں آنے کی توفیق نہ ملی۔ میں نے جو آنے کا فیصلہ کیا تو بہت دعائیں کیں۔ بہت استخارے کروائے اور اس کثرت سے تمام دنیا سے خدا کی انگلی اس طرف اشارہ کرتی ہوئی دکھائی دی کہ تمہارا قادیان جانا خدا کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہوگا۔ اور اس میں خیر و برکت ہے۔ اور سب دنیا کی بھلائی اسی میں ہے اور اس کے نتیجے میں پاک انقلابات رونما ہوں گے۔

وہ رؤیا جن کو میں نے ایک الگ فائل میں محفوظ رکھوایا ہے ان کو آپ پڑھیں تو حیران رہ جائیں کہ کس طرح خدا تعالےٰ نے دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کو اس مبارک سفر کے متعلق یقین دلایا اور بتایا کہ یہ خدا کے منشا کے مطابق ہے اور باعثِ برکت ہوگا۔ اور بعض خبریں مجھے اطمینان دلانے کے لئے ایسی تفصیل سے دیں کہ میرا دل عش عش کر اٹھا اور روح سجدہ ریز ہو گئی۔ بعض دفعہ بہت چھوٹی سی بات ہوتی ہے لیکن اس سے انسان کو یہ کامل یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ بڑے پیار کے ساتھ اور باریک نظر سے ہمیں دیکھ رہا ہے اور یقین دلانا چاہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں آگے بڑھو اور جو فیوض تمہارے لئے مقدر ہیں ان کو پالو۔

ایک دفعہ لندن میں ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ بچے کس طرح وہاں جائیں گے تو میرے ایک نواسے نے ایک فوجی سوٹ پہنا ہوا تھا اور چھوٹا سا نواسہ ہے اس کا بڑا سخت دل چاہ رہا تھا کہ میں فوجی سوٹ میں ہندوستان جاؤں اور اس کی والدہ کہتی تھیں کہ یہ پاکستانی فوجی سوٹ ہے پتہ نہیں وہ کیا سمجھیں گے کس نیت سے آیا ہے۔ میں نے کہا دو اڑھائی سال کا بچہ ہے وہ لوگ کیا سمجھیں گے، اچھے سمجھدار لوگ ہیں، شوق پورا کرنے دو ان کا جو اختلاف بڑھا تو میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے تو احمدی لڑکوں کا فوجی سوٹ میں رہنا زیادہ پسند ہے۔ یعنی قادیان جانے کے لئے فوجی سوٹ زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت عام کپڑوں کے، جب میں نیچے دفتر گیا تو آگے ڈاک میں یہ خط پڑا ہوا تھا کہ میں نے استخارہ کیا تو مجھے خدا تعالےٰ نے یہ نظارہ دکھایا ہے کہ ہندوستان جلسے پر جاتے ہوئے آپ کو لڑکیوں کے لئے تو عام کپڑے پسند ہیں اور بچوں کے لئے فوجی سوٹ پسند ہیں۔ اب بتائیے وہ کونسی طاقت تھی جس نے دور بیٹھے ہوئے غیر ملک کے ایک احمدی کو یہ نظارہ دکھایا اور ٹائمنگ ایسی PERFECT تھی کہ اوپر سے میں گفتگو کر کے نیچے اتر رہا ہوں اور میز کے سامنے وہ خط پڑا ہے جس میں وہ باتیں مذکور ہیں جو ہمارے درمیان ہو رہی تھیں۔ اور اسی طرح خدا نے بہت باریک لطیف انداز میں میرا حوصلہ بڑھایا اور یقین کرایا کہ خدا کی تقدیر ہے جو تمہیں وہاں لے کے جا رہی ہے۔

اب ایک اور واقعہ سن لیجئے۔ وہاں ہمارے ایک دوست عثمان چینی صاحب ہیں۔ جنہوں نے چینی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ میرے بچپن کے کلاس فیلو بھی ہیں بہت نیک، پاک دعا گو انسان ہیں۔ ان کو بھی میں نے استخارہ کے لئے لکھا۔ ان کا عجیب جواب آیا انہوں نے کہا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے بارہ یا چودہ تقریباً

ہندوستان کی حکومت کا شکریہ بھی واجب ہے.... ہم سے اس حکومت نے بہت حسن سلوک فرمایا ہے۔ پنجاب کی حکومت نے بھی اور ہندوستان کی حکومت نے بھی۔

اتنے لوگ ہیں۔ اور یہ غور ہو رہا ہے کہ جس مکان میں آپ کو ٹھہرایا جانا ہے وہاں سے دو مکان خالی کروائے جائیں یا نہ کروائے جائیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ خاندان کے افراد زیادہ ہیں اس لئے دو مکانات کا خالی ہونا ہی بہتر ہے۔ یہ رؤیا ان کا مجھے موصول ہوا۔ اُدھر قادیان سے یہ اطلاع ملی کہ آپ کے مکان میں یعنی اُمّ طاہر کے مکان میں جس میں آپ کو ٹھہرانا مقصود ہے وہاں دو درویش خاندان ابھی تک ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو وہاں سے کسی اور جگہ منتقل کر دیں تاکہ آپ کے لئے پوری سہولت مہیا ہو جائے۔ میں نے اُن کو لکھا اور یہ لکھنے کے بعد رؤیا والا خط مجھے ملا ہے۔ میں ان کو جواب لکھ رہا تھا کہ مجھے پسند نہیں کہ آپ اس طرح درویشوں کو تکلیف دیں جب تک آپ یہ یقین نہیں دلائیں گے کہ وہ پوری شرح صدر کے ساتھ بغیر ادنیٰ سے تردد کے خود وہ گھر خالی کرنا چاہتے ہیں اس وقت تک ان کو وہاں سے نہ ہٹایا جائے۔ یہ خط جب میں لکھوا چکا تو اس کے بعد عثمان چینی صاحب کا وہ خط میرے سامنے تھا۔ اس سے مجھے یہ یقین تو ہو گیا کہ خدا کی تقدیر مجھے بتا رہی ہے کہ تمہارا فیصلہ بھی درست ہے۔ لیکن ہوگا وہی جو میں چاہتا ہوں۔ چنانچہ اُن کی طرف سے FAX آیا کہ وہ دونوں درویش بڑی محبت اور جوش کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں ہمیں دوسرا گھر شاید زیادہ اچھا اور بہتر ہو ہمارے لئے۔ اس لئے ہمیں منتقل کر دیں۔ جہاں تک بارہ اور چودہ کا تعلق ہے۔ میرے بچے اور ان کے بچے ملا کر بارہ میرے ساتھ آئے ہیں اور جماعت کی نمائندگی میں، میں اور میری بیوی جو چودہ بنتے ہیں۔ چونکہ یہ تفریق میں نے کی تھی کہ جماعت کی نمائندگی میں صرف ہم دو جائیں گے۔ اور باقی ذاتی طور پر میں اپنے ساتھ لے کے جاؤں گا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے بھی رؤیا میں ان کو اسی تفریق کے ساتھ نظارہ دکھایا کہ بارہ یا چودہ کے قریب لوگ ہیں اور ان کے لئے نسبتاً کھلی جگہ کی ضرورت ہے تو دیکھئے اب بتایئے اگر خدا سے تعلق نہیں اور خدا ہم پر پیار کی نظر نہیں رکھتا تو اتنی باریک تفصیل کے ساتھ کیوں ہمارے معاملات میں دلچسپی لے رہا ہے اور کیوں وقت سے پہلے ہمیں آئندہ ہونے والی خبروں کی اطلاع بخشتا ہے۔

میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خدا کے تعلق کے یہ سلسلے اسی بستی قادیان سے آج سے تقریباً سو سال پہلے شروع ہوئے تھے۔ یہی وہ بستی ہے جس کے ہم ہمیشہ احسان مند رہیں گے کیونکہ اسی لبستی کی راہ سے ہمیں مکے اور مدینے سے ملایا گیا اور اسی بستی کی راہ سے ہمیں چودہ سو سال کے فاصلے پاٹ دیئے اور آخرین آتے ہوئے بھی پہلوں سے جا ملے۔ اس لئے اس بستی کا ہمیشہ کے لئے احسان ہمارے دل پر رہے گا۔ لیکن احسان کا سوال نہیں ہم تو اس کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہیں اور دنیا میں جہاں بھی ہو ہر احمدی کے دل میں طبعاً قادیان کے لئے بے پناہ محبت اور جوش پایا جاتا ہے۔

جب میں یہاں آ رہا تھا میرا بھی یہی حال تھا میرے بچوں کا بھی یہی کہ ہمیں یوں لگتا تھا کہ خوابیں دیکھ رہے ہیں۔ نہیں جانتے تھے کہ خوابوں کی کوئی تعبیر نکلے گی یا نہیں۔ ابھی حالات غیر یقینی تھے لیکن ایک خوابوں کی سی حالت میں ہم نے وقت بسر کیا۔ جب یہاں پہنچے تو یوں لگا کہ خواب کی تعبیر بھی ایک خواب کی سی ہے۔ اور جتنا وقت میں نے یہاں گزارا ہے اور بعض میرے ساتھیوں سے جب میں نے پوچھا تو ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ خوابوں کی تعبیر کی بجائے سامنے بھی خواب ہی ملے کہ جتنا وقت گزارا ایک خواب کی سی کیفیت میں گزارا ہے۔ اب وہ دن قریب آ رہے ہیں کہ یہ خواب بھی خواب بننے والے ہیں۔ جب میں جدائی کو سوچتا ہوں تو میرا دل غم سے پگھل جاتا ہے۔ یہ بستی مجھے اتنی پیاری ہے، اتنی پیاری ہے۔ اتنی پیاری جگہ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ساری زندگی اسی خاک میں پھرتے ہوئے، انہی ہواؤں میں سانس لیتے ہوئے، انہی گلی کوچوں میں قدم چلاتے ہوئے مسیح موعودؑ اور آپ کے پیاروں کی یاد میں اپنی زندگی یہاں صرف کر دوں۔ اور یہی کیفیت آپ سب کی ہے۔ لیکن آخر ہمیں جدا ہونا

ہے۔ لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قادیان کا یہ سفر پہلا تو ہے آخری نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الہامات میں تفصیل سے خبریں دی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں ہمیں قادیان جانا ہوگا۔ اور ایسا ایک دفعہ نہیں ہوگا دو دو بار، تین تین بار، چار چار بار ہوگا اور بالآخر اللہ تعالیٰ زمانے کے حالات ایسے بدل دے گا کہ یہ ملک اور اس کے باشندے ہمیں ہمیشہ کے لئے اپنا باسی بنانا قبول کریں گے اور بڑی محبت سے ہمیں یہاں آکر بس رہنے کی دعوت دیں گے۔ اس کے کچھ آثار میں نے اپنی سیر کے دوران دیکھ لئے ہیں۔ واقعۃً ایک موقعہ پر جب ہم دارالانوار کی سیر سے واپس آرہے تھے۔ تو ایک کوٹھی کے دروازے پر ایک سکھ معزز اور اُن کی بیگم کھڑے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا میں یہ گزارش کرنے کے لئے کھڑا ہوں کہ اب آئیں تو واپس نہ جائیں ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہو کر یہاں رہیں۔

یاد رکھئے یہ محبت کے جذبات جہاں اُن کے حُسنِ خلق کی گواہی دیتے ہیں اُن کی انسانی قدروں کی گواہی دیتے ہیں وہاں قادیان کے درویشوں کے حق میں بھی ایک بہت بڑی شہادت ہے کہ ان لوگوں نے نہایت صبر کے ساتھ یہاں دن گزارے۔ بڑی محبت کے ساتھ دن گزارے۔ بہت اعلیٰ اخلاق پر قائم رہتے ہوئے دن گزارے۔ وہ لوگ جو دور تھے ان کو قریب کیا اور اُن کے دلوں سے سب توہم اور شکوک دور کر دیئے۔ نیک اعمال کے ذریعے اور حسنِ سلوک کی زندگی کے ذریعے۔ پس یہ درویش ہیں جن کی قربانیوں نے، جن کے حُسنِ خُلق نے ہماری راہ ہموار کی ہے۔ آج بھی اُن کو دعاؤں میں یاد رکھیں، واپسی پر بھی ان کو دُعاؤں میں یاد رکھتے چلے جائیں اور خدا کی اس وحی پر یقین کامل رکھیں اور اس ایمان کے ساتھ واپس لوٹیں کہ خدا پھر بھی آپ کو واپس لے کے آئے گا۔ خدا کرے کہ میں بھی آپ کے ساتھ پھر آؤں۔ خدا کرے کہ ہم بار بار یہاں آئیں اور بار بار یہ جلسے کا نظارہ وسیع تر ہوتا چلا جائے اور پھیلتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ وہ جلسہ جو پاکستان میں ہم نے آخری جلسہ دیکھا تھا اڑھائی لاکھ کا۔ خدا کرے کہ ایسا دن آئے کہ قادیان میں ہم دس دس لاکھ بیس بیس لاکھ کے جلسے منانے لگیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

احمدیت کے جلسے کوئی میلے ٹھیلے نہیں ہیں، احمدیت کے جلسے انسانیت کی زندگی کے لئے ایک ٹھوس پیغام کی حقیقت رکھتے ہیں۔ انسانیت کے احیائے نو کے لئے، انسانیت کو مصیبتوں سے بچانے کے لئے قادیان کا جلسہ ایک نمونہ ہے۔ یہاں تمام قومیں سچے دل کے ساتھ محبت کے ساتھ ایک ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ یہاں انگریز احمدی مسلمان ہو یا امریکن احمدی مسلمان ہو یا جرمن احمدی مسلمان ہو یا ہندوستانی احمدی مسلمان ہو اپنے درمیان سے سب فرق مٹتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ پس اگر حقیقت میں دُنیا میں اقوام متحدہ کی بنیاد رکھی جانی ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ یہ وہ سرزمین ہے جہاں آئندہ اقوام متحدہ کی بنیاد رکھی جائے گی۔

دُعاؤں میں ان مہربانوں کو یاد رکھیں جنہوں نے حُسنِ سلوک کیا۔ اور ہندوستان کی حکومت کا شکریہ بھی واجب ہے کیونکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جو خدا کے بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا یعنی خدا اس کا شکر قبول نہیں کرتا۔

ہم سے اس حکومت نے بہت حُسنِ سلوک فرمایا ہے۔ پنجاب کی حکومت نے بھی اور ہندوستان کی حکومت نے بھی۔ پس ہم اپنی دُعاؤں میں تمام بنی نوع انسان کو یاد رکھیں گے اپنے ماحول کے غیر مسلموں کو بھی جنہوں نے بہت ہی اعلیٰ انسانی سلوک فرمایا اُن کو بھی یاد رکھیں گے۔ قادیان کی بستی کے لوگوں کو بھی یاد رکھیں گے۔ پاکستان کے محروموں کو بھی یاد رکھیں گے۔ اُس ملک کے لئے بھی دُعا کریں گے جہاں انسانی آزادیوں پر قدغن لگا دی گئی ہے۔ جہاں سیاست نے یہ جرأت کی ہے کہ مذہب کے معاملے میں دخل دے۔ جہاں دخل دینا اُن کو زیبا نہیں تھا۔ جہاں خدا کی یاد پر پہرے بٹھائے گئے ہیں۔ جہاں کلمہ توحید کے اظہار پر پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ پس ہم اُن ظالموں کے لئے بھی دُعائیں کریں گے کہ آخر وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ظلم سے روک دے اور آخر پر میں آپ کو اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے دُعا کی تحریک کرتا ہوں۔ بہت لمبے دُکھ اُٹھا رہے ہیں کوئی ان کا جرم نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً رسول اللّٰہ۔ کہ اللہ ایک ہے میں گواہی دیتا ہوں اور محمد اُس کے رسول ہیں۔ اِس جرم میں سینکڑوں ہزاروں ہیں جنہوں نے جیل کی صعوبتیں برداشت کیں اور بے گناہ ایسے بھی ہیں جن کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دینے کا فیصلہ کیا گیا اور خدا کی تقدیر نے ظالموں کے ہاتھ سے وہ رسی کھینچ لی۔ لیکن ابھی وہ جیلوں کی صعوبتوں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کو بھی خصوصیت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا دونوں ملکوں میں خصوصیت کے ساتھ ایسے انقلاب برپا کرے کہ انسانیت انسان کے ظلموں سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے۔ آیئے اب ہم دعا میں شامل ہو جائیں۔

اچھا اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ "مبارک سو مبارک"۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرکے یہ فرمانا بتاتا ہے کہ ایسے دن آنے والے ہیں جب جماعت احمدیہ کے سب چاہنے والے ایک دوسرے کو ان الفاظ میں مبارک دیں گے۔ "مبارک سو مبارک"۔

خدا نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ جماعت کی سو سالہ تاریخ پوری ہونے پر ہم نے ایک دوسرے کو انہی مبارک الفاظ میں "مبارک سو مبارک" کہا۔ آج اس جلسہ سالانہ کی بھی سو سالہ تاریخ پوری ہو رہی ہے آج میں انہی الفاظ میں آپ سب سے عرض کرتا ہوں "مبارک سو مبارک" ہم پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ؒ

سوانح حیات

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم و مغفور امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی سوانح حیات ترتیب دی جا رہی ہے۔ آپ کا حلقۂ احباب کافی وسیع تھا اور ساتھ ساتھ دینی خدمات بھی سر انجام دی تھیں۔ لہٰذا آپ کی زندگی کے واقعات جن جن دوستوں کو یاد ہوں خاکسار کے پتہ پر ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظم انصار اللہ آندھرا پردیش

شکریہ احباب جماعت

میرے شوہر مکرم و محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کے انتقال پُر ملال پر جماعت احمدیہ عالمگیر کے متعدد افراد نے اظہار تعزیت فرمایا ہے۔ میں ان سب مخلصین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتی ہوں اور دُعا کی درخواست کرتی ہوں۔

احمدی بیگم صدر لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ

تصحیح — بدر مجریہ ۳۰ر جنوری ۱۹۹۲ء صفحہ ۸ کالم نمبر ۱ میں مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم حیدر آباد کا ذکر خیر شائع ہوا ہے جس میں مکرم ایم۔ اے ستار صاحب تالابوری سیکرٹری مال حیدر آباد کے بڑے بھائی کا نام سہواً مکرم محمد عبد السلام صاحب قریشی کی بجائے محمد عبد اللہ صاحب قریشی لکھا گیا ہے قارئین تصحیح فرمالیں (ایڈیٹر)

درخواستِ دُعا — مکرم سیٹھ عبد الغفور صاحب مرحوم چنتہ کنٹہ کی اہلیہ صاحبہ ایک کثیر رقم مختلف مدات میں بھجوا کر اپنے مرحوم شوہر کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے نیز اپنی اور اپنی اولاد کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (ادارہ)

آن ملے شاہِ زماں!

تو آن ملے شاہِ زماں عید ہوئی ہے
دِل مدّتوں تڑپے ہیں تو اب دید ہوئی ہے

جذبوں کی تمازت سے دمکتے ہوئے چہرے
تکمیلِ تمنّا سے چمکتے ہوئے چہرے

ہر سمت نقشہ چھایا ہے رقصاں ہیں بہاریں
مخمور ہے دِل پوری ہوئیں آج دُعائیں

لمحوں میں سمٹ جاتا ہے یوں وقتِ جدائی
معلوم ہُوا دِل کی تمنّا جو بر آئی

اس چہرۂ انور پہ نظر جب بھی پڑی ہے
دِل کہتا ہے ایمان کی تجدید ہوئی ہے

ہے پیارے خلیفہ کی قیادت ہیں یہ جلسہ
سو سال سے جاری ہے یہ عرفان کا چشمہ

اِسلام کا پیغام زمانے کو دیا ہے
ہر رنگ و نسل، قوم نے پانی یہ پیا ہے

ہر سمت سے آئے ہیں نصیب اپنا جگانے
اللہ کے محمّد کے مسیحا کے دِوانے

ہم دِل کا سکوں برکتیں لینے کو آئے ہیں
نذرانہ دِل و جان کا دینے کو آئے ہیں

پھر باندھتے ہیں آج سے پیمانِ وفا، ہم
یا رب دے یہ طاقت نہ کریں کوئی خطا ہم

مرکز میں بہت جلد پھر آئیں میرے آقا
مقبول ہوں ہم سب کی دُعائیں مرے مولا

یا رب ہوں جماعت پہ تری رحمتیں پیہم
ہر احمدی کے دِل کی دُعا ہے یہی ہر دم

○

(مُبارکہ مریم)

بقیہ اخبارِ احمدیہ

بیگم صاحبہ کا علاج کر رہی ہیں، کی رائے میں اِس طریقہ علاج کے اثرات ظاہر ہونے میں ابھی کچھ عرصہ لگے گا انشاء اللہ۔ ہومیو پیتھک علاج بھی ساتھ ساتھ باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ اصل شفاء تو دُعاؤں کے جذب سے آسمان سے اُترے گی۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت سیّدہ ممدوحہ کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

عُہدیدارانِ جماعت سے ضروری گذارش

امراء و صدر صاحبان، سیکرٹریانِ مال، مبلّغین و معلّمین کرام و دیگر عہدیدارانِ جماعت سے درخواست ہے کہ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف تین ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی جماعت میں لازمی چندہ جات کے بجٹ کے بالمقابل وصولی کا جائزہ لیں اور بقایاداران کو توجّہ دلاتے ہوئے بجٹ کی صد فی صد وصولی کے لئے بھرپور کوشش فرمادیں۔ ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

امتحانات دینی نصاب برائے مبلّغین و معلّمین بابت سال سنہ ۱۹۹۲ء

(الف): برائے مبلّغینِ کرام :-
"آئینہ کمالاتِ اسلام" تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام۔

(ب): برائے معلّمینِ کرام :-
"کشتی نوح" مکمل : تصنیف سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام۔

امتحان ۱۴؍ جون سنہ ۱۹۹۲ء کو ہوں گے ۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

ارشادِ نبویؐ
اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ
(عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو)
-: منجانب :-
بعض ارا کین جماعت احمدیہ بمبئی

"واقفینِ نو"
بچّوں کی صحت و تربیت کا والدین خیال رکھیں ۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE :-
04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR. VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AN SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE
ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002
INDIA
PHONES:- 011-3263992,- 011-3282643.
FAX:-91-11-3755121, SHELKA, NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF.- 6378622
RESI.- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6, TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں:-
نعیم احمد ڈار
احمد پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگولین کالکتہ- ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔"
——(کشتی نوح)——
Starline
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپّل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ
——(پیشکش)——
بانی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206